﴿بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ﴾ ﴿......اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰهِ یُؤْتِیْهِ مَنْ یَّشَآءُ﴾(آل عمران:74) ﴿......عَسٰی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا﴾ (بنی اِسرائیل:80)

هفت روزه

الفضل

انٹرنیشنل

مدیر اعلیٰ :— نصیر احمد قمر

جلد17

جمعة المبارک13/اگست 2010ء

02/رمضان 1431 ہجری قمری ❁ 13/ظہور 1389 ہجری شمسی

شمارہ 33

ہم راضی ہیں

حضرت انسؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سے بعض ایسے سوال پوچھے گئے جن کو آپؐ نے ناپسند کیا اور غصہ میں فرمایا جس کے متعلق چاہو پوچھو۔ اس پر حضرت عمرؓ دونوں گھٹنوں کے بل کھڑے ہو گئے اور عرض کیا: ہم راضی ہیں کہ اللہ ہمارا ربّ ہے اور اسلام ہمارا دین ہے اور محمدؐ ہمارے نبی ہیں۔ اس پر آپؐ خاموش ہو گئے۔

(صحیح بخاری کتاب العلم باب الغضب فی الموعظة وباب من برک علی رکبتیه)

جماعت احمدیہ برطانیہ کے 44ویں اور خلافت احمدیہ کی دوسری صدی میں UK میں منعقد ہونے والے تیسرے جلسہ سالانہ میں 95 ممالک کے 28 ہزار سے زائد افراد کی والہانہ شرکت۔

خطبہ جمعہ میں سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفة المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے جلسہ سالانہ کے مہمانوں اور میزبانوں کو اسلامی تعلیم کی روشنی میں ان کے حقوق و فرائض کی طرف مؤثر طور پر توجہ دلائی۔

آج اللہ تعالیٰ کے فضل سے حضرت مسیح موعودؑ کو ماننے والے دنیا کے 198 ممالک میں اسلام احمدیت کا جھنڈا گاڑ چکے ہیں۔

عالمگیر جماعت احمدیہ کی طرف سے شہداء لاہور کو زبردست خراج عقیدت اور ان کے درجات کی بلندی کے لئے پُرسوز دعائیں

شہداء کی قربانیاں ہمیشہ جماعت احمدیہ کی ترقی کا موجب بنتی رہی ہیں۔

(حدیقة المہدی کے وسیع اور خوبصورت مرکز میں جماعت احمدیہ برطانیہ کے 44 ویں جلسہ سالانہ کے موقع پر حضرت خلیفة المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کے ایمان افروز، روح پرور خطابات)

(رپورٹ: نسیم احمد باجوہ ۔ ناظم رپورٹنگ جلسہ سالانہ UK)

الحمدللہ! جماعت احمدیہ برطانیہ کا 44واں جلسہ سالانہ مورخہ 30/جولائی بروز جمعة المبارک تا یکم اگست 2010ء بروز اتوار اپنی شاندار دینی اور روحانی روایات کے مطابق منعقد ہو کر بخیر و خوبی اختتام پذیر ہوا۔ خلافت احمدیہ کے پاکستان سے ہجرت اور برطانیہ میں حضرت خلیفة المسیح ایدہ اللہ کے قیام کی برکت سے یہ جلسہ مرکزی عالمی جلسہ کی حیثیت رکھتا ہے۔ 2006ء میں اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے سیدنا حضرت خلیفة المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کی رہنمائی میں جماعت احمدیہ کو آلٹن کے علاقہ میں 208 ایکڑ کا رقبہ خریدنے کی توفیق دی جو نہایت خوبصورت اور سرسبز و شاداب علاقہ ہے۔ گزشتہ سالوں کی طرح امسال بھی جلسہ سالانہ برطانیہ اسی خوبصورت جگہ پر منعقد ہوا۔ سیدنا حضرت خلیفة المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ہی اس جگہ کا نام ''حدیقة المہدی'' یعنی ''مہدی کا باغ'' تجویز فرمایا تھا اور یہ نام اب نہ صرف برطانیہ میں بلکہ MTA کے ذریعہ ساری دنیا میں شہرت یافتہ ہے۔

جلسہ سالانہ کے لئے حدیقة المہدی کے مختلف حصوں میں دفاتر، اجتماعی وسیع قیامگاہیں، طعام گاہیں، مردوں کی مارکی، خواتین کی مارکی، بچوں کے لئے Crech یعنی نرسری کی سہولتیں، طبی امداد، بکسٹالز، نمائش، بازار اور کھانا کھلانے کے لئے عمومی اور VIP سروس کے لئے وسیع انتظامات کئے گئے۔

جلسہ سالانہ کے انتظامات چار حصوں پر مشتمل ہوتے ہیں اور چاروں حصوں کے الگ الگ افسران کی منظوری سال کے شروع میں مکرم امیر صاحب UK جو افسر رابطہ بھی ہیں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے حاصل کرتے ہیں۔ ان افسران کے ماتحت شعبوں کے ناظمین کی منظوری بھی حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز مرحمت فرماتے ہیں۔ امسال بھی افسر جلسہ سالانہ مکرم ڈاکٹر چوہدری ناصر احمد صاحب اور افسر جلسہ گاہ مکرم مولانا عطاء المجیب صاحب راشد، امام مسجد فضل لندن تھے۔ تیسرا شعبہ خدمت خلق کا ہے جس کے افسر مکرم ٹومی کالون صاحب، صدر مجلس خدام الاحمدیہ UK تھے۔ اس شعبہ کا کام عمومی حفاظت اور نظم و ضبط کے قیام کے لئے بھرپور مساعی سرانجام دینا ہوتا ہے۔ چوتھا شعبہ لجنہ اماء اللہ برطانیہ کا ہے جو صدر صاحبہ لجنہ اماء اللہ کے ماتحت کام کرتا ہے۔ اس شعبہ کی انچارج مکرمہ شمائلہ ناگی صاحبہ صدر لجنہ اماء اللہ برطانیہ تھیں۔ اللہ تعالیٰ سب کو جزائے خیر عطا فرمائے۔ آمین

جلسہ سالانہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت کا ایک زبردست دائمی نشان ہے کیونکہ 1891ء میں جب اس جلسہ کی بنیاد رکھی گئی تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے خدا تعالیٰ سے خبر پا کر یہ اعلان فرمایا تھا کہ دنیا کی سب اقوام سے لوگ اس جلسہ میں شرکت کریں گے۔ یہ اعلان ایسے وقت میں کیا گیا جبکہ صرف ہندوستان میں چند گنتی کے لوگ جماعت احمدیہ میں شامل تھے۔ پہلے جلسہ سالانہ میں صرف 75 افراد شامل ہوئے۔ پھر یہ تعداد مسلسل بڑھتی چلی گئی یہاں تک کہ 1983ء میں ربوہ میں منعقد ہونے والے آخری جلسہ میں اڑھائی لاکھ سے زائد سعید افراد شریک ہوئے جو دنیا کے متعدد ممالک سے تعلق رکھتے تھے۔ 1984ء میں پاکستان کے صدر ضیاء الحق کے ظالمانہ قوانین کی وجہ سے حضرت خلیفة المسیح الرابعؒ ہجرت کر کے لندن تشریف لے آئے۔ اس وقت سے یہ جلسے UK میں منعقد ہو رہے ہیں۔ یہاں بھی اللہ تعالیٰ نے برکت پر برکت دی۔ یوکے کے پہلے جلسہ میں چار ہزار افراد شریک ہوئے اور اب خدا کے فضل سے امسال 28 ہزار سے زائد افراد شریک ہوئے جو 95 ممالک سے محض للہ تشریف لائے اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت کا نشان بن گئے۔

ہر سال جلسہ سالانہ بعض امتیازی خصوصیات کا حامل ہوتا ہے۔ 2010ء کا جلسہ سالانہ ''**شہداء لاہور**'' کے ایمان افروز تذکروں کا جلسہ تھا۔ جلسہ گاہ کی سٹیج کے پیچھے جو بہت بڑا بینر آویزاں تھا اس پر نیلے آسمان میں متعدد ستارے اور کہکشاں دکھائے گئے اور اس کے ساتھ قرآن کریم کی یہ آیت تحریر تھی وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ یُّقْتَلُ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتٌ بَلْ اَحْیَآءٌ وَّلٰکِنْ لَّا تَشْعُرُوْنَ (البقرة:155)۔ اس کے ساتھ انگریزی ترجمہ بھی موجود تھا اور حضرت خلیفة المسیح الخامس

ایدہ اللہ کے یہ ارشادات بھی موجود تھے کہ:

”جانے والے ہیروں کو اللہ تعالیٰ نے ایسے چمکدار ستاروں کی صورت میں آسمان اسلام اور احمدیت پر سجا دیا جس نے نئی کہکشائیں ترتیب دے دی ہیں...... یہ سب لوگ احمدیت کی تاریخ میں انشاء اللہ تعالیٰ ہمیشہ ستاروں کی طرح چمکتے رہیں گے۔“

ان ارشادات کے انگریزی تراجم بھی درج تھے۔ چونکہ ان سب شہداء کی قربانیاں کلمہ طیبہ لَاإِلٰـهَ إِلَّا اللّٰـهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰـهِ کی سربلندی کے لئے تھیں اس لئے بینر پر سب سے اوپر مقدس کلمہ طیبہ درج کیا گیا۔ اسی طرح حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے بھی اور دیگر تمام مقررین نے بھی اپنے خطابات میں شہداء لاہور کو زبردست خراج عقیدت پیش کیا اور ان کے لئے اور ان کے خاندانوں کے لئے پُرسوز دعاؤں کا تحفہ پیش کیا۔

امسال جلسہ سالانہ کی ایک اور خصوصیت یہ تھی کہ اس بات کا خدشہ محسوس کیا جا رہا تھا کہ بعض شر پسند عناصر جلسہ کو ناکام کرنے کی کوشش کریں گے۔ چنانچہ ایک طرف کثرت سے دعاؤں پر زور دیا گیا کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے خود حفاظت فرمائے اور دشمنوں کے منصوبوں کو ناکام بنائے۔ دوسرے بہت سے حفاظتی منصوبوں پر بھی عمل کیا گیا اور اس دفعہ خاص طور پر ایسی Scanning مشینیں استعمال کی گئیں جن سے شر پسندوں کو پکڑا جا سکے۔ ایسی مشینیں مسجد فضل اور بیت الفتوح میں بھی استعمال کی گئیں اور جلسہ سالانہ کے دوران مردوں اور عورتوں کی طرف بھی استعمال کی گئیں۔ اللہ تعالیٰ کا احسان ہے کہ کسی قسم کا کوئی ناخوشگوار واقعہ پیش نہ آیا اور جلسہ نہایت پُرامن اور بابرکت ماحول میں منعقد ہوا۔ بفضلہٖ تعالیٰ حاضری بھی گزشتہ سال سے زیادہ رہی۔ الحمدللّٰہ علی ذلک۔

اس جلسہ سالانہ کی دو اور خصوصیات یہ ہیں کہ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے خطابات کا رواں ترجمہ 12 زبانوں میں کیا گیا۔ یاد رہے کہ UNO کی کارروائیوں کا ترجمہ صرف 6 زبانوں میں ہوتا ہے۔ اس لحاظ سے بفضلہٖ تعالیٰ جماعت احمدیہ زیادہ وسیع روحانی UNO کی بنیاد رکھ چکی ہے۔

ایک اور خصوصیت یہ تھی کہ امسال لجنہ اماء اللہ کے جلسہ کے لئے دو گھنٹے کا وقت مختص کیا گیا جس میں خواتین نے اپنے پروگرام کے مطابق کارروائی منعقد کی اور باقی پروگراموں میں وہ پردہ کی رعایت کے ساتھ ساری کارروائی میں شریک رہیں۔

مہمانوں کی کثرت کی وجہ سے تین مقامات پر مہمانوں کی رہائش اور لنگر کا انتظام کیا گیا جن میں بیت الفتوح، اسلام آباد (ٹلفورڈ) اور حدیقۃ المہدی شامل تھے۔ حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے 25/جولائی کو مسجد فضل اور ان تینوں مقامات میں انتظامات کا معائنہ فرمایا اور حدیقۃ المہدی میں ان انتظامات کا باقاعدہ افتتاح فرمایا، کارکنان کو ضروری ہدایات سے نوازا اور اجتماعی دعا کروائی۔

امسال Uk سمیت 95 ممالک سے احباب شریک ہوئے۔ بفضلہٖ تعالیٰ ممالک کے لحاظ سے گزشتہ سال سے 11 ممالک کا اضافہ تھا جو بجائے خود ایک نشان ہے۔ شامل ہونے والے ممالک کے نام یہ تھے۔

افغانستان، جزائر Aland، الجیریا، آسٹریا، آسٹریلیا، بحرین، بنگلہ دیش، بیلا روس، بلجیم، بینن، برمودا، بوزنیا و ہرزیگوونیا، بوٹسوانا، برکینا فاسو، برما، آئیوری کوسٹ، کینیڈا، چین، کانگو، چیک ریپبلک، ڈنمارک، مصر، جزائر فاکلینڈ، فجی، فن لینڈ، فرانس، فرنچ گیانا، دی گیمبیا، جرمنی، غانا، یونان، Guadeloupe، گوئٹے مالا، گنی، گیانا، ہانگ کانگ، آئس لینڈ، انڈیا، انڈونیشیا، آئر لینڈ، اسرائیل، اٹلی، جاپان، جرمنی، اردن، کازکستان، کینیا، کویت، کرغستان، لائبیریا، ملیشیا، مالی، ماریطانیہ، ماریشس، مراکش، نیپال، نیدرلینڈ، نیدرلینڈ (Antilles)، نیوکیلیڈونیا، نیوزی لینڈ، نائیجر، نائیجیریا، شمالی Mariana جزائر، ناروے، اومان، پاکستان، فلسطین، پیرو، پولینڈ، پرتگال، قطر، رومانیہ، رشین فیڈریشن، سینٹ مارٹن، سعودی عرب، سیرالیون، سنگاپور، سلووینیا، سپین، سری لنکا، سوازی لینڈ، سویڈن، سوئٹزرلینڈ، شام، تنزانیہ، ٹوگو، ٹرینیڈاڈ اینڈ ٹوبیگو، ترکی، ترکمانستان، متحدہ عرب امارات، یوگنڈا، یوکرین، UK، امریکہ، یمن۔

خطبہ جمعہ فرمودہ 30/جولائی 2010ء

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے جلسہ سالانہ کے باقاعدہ افتتاح سے قبل خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا جو ایک بج کر دس منٹ پر شروع ہوا اور دو بجے ختم ہوا۔

تشہد و تعوذ اور سورۃ فاتحہ کے بعد حضور انور نے سورۃ توبہ کی آیت نمبر 112 تلاوت فرمائی جو یہ ہے۔ اَلتَّـائِبُـوْنَ الْعٰبِدُوْنَ الْـحٰـمِدُوْنَ السَّـآئِحُوْنَ الرّٰكِعُوْنَ السّٰجِدُوْنَ الْاٰمِرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَالنَّاهُوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَالْحٰفِظُوْنَ لِحُدُوْدِ اللّٰهِ۔ وَبَشِّرِ الْـمُـؤْمِنِيْنَ (التوبۃ:112) ۔ پھر اس کا ترجمہ پڑھا کہ جو لوگ توبہ کرنے والے ہیں، عبادت کرنے والے ہیں، خدا کی حمد کرنے والے ہیں، خدا کی راہ میں سفر کرنے والے ہیں، رکوع کرنے والے ہیں، سجدہ کرنے والے ہیں، نیک باتوں کا حکم دینے والے ہیں اور بری باتوں سے روکنے والے ہیں اور اللہ کی حدود کی حفاظت کرنے والے ہیں۔ ایسے مومنوں کو تُو بشارت دے دے۔

پھر فرمایا: اس آیت میں ان لوگوں کا نقشہ کھینچا گیا ہے جو دین کو دنیا پر مقدم کرنے والے ہیں اور خدا سے بشارت پانے والے ہیں اور یہ خصوصیات رکھنے والے حقیقی مومن ہیں۔ اَلتَّائِبُوْنَ، توبہ کرنے والے۔ اَلْعٰبِدُوْنَ، ایسی عبادت کرنے والے ہیں جو عبادت کا حق ہے۔ اَلْحٰمِدُوْنَ، خدا تعالیٰ کی حمد کرنے والے۔ اَلسَّآئِحُوْنَ، دین کی غرض سے اور دین سیکھنے کے لئے سفر کرنے والے ہیں۔ اَلرّٰكِعُوْنَ، مکمل طور پر خدا کے حضور جھکنے والے۔ اَلسّٰجِدُوْنَ، سجدہ کرنے والے۔ اَلْاٰمِرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ، نیک باتوں کا حکم دینے والے۔ وَالنَّاهُوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ، بری باتوں سے روکنے والے۔

ظاہر ہے یہ اس وقت ہو سکتا ہے جب وہ خود بھی برائیوں سے بچنے والے اور نیکیاں کرنے والے ہوں۔ یہی لوگ اس مرتبہ پر پہنچے جو حٰفِظُوْنَ لِحُدُوْدِ اللّٰهِ ہوتے ہیں یعنی اللہ تعالیٰ کی حدود کی حفاظت کرنے والے ہوتے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ انہیں نیکیوں میں بڑھتے چلے جانے کی توفیق دیتا ہے۔ آپ جو میرے سامنے بیٹھے ہیں میری دعا ہے کہ آپ سب ان خصوصیات کے مالک ہوں۔ آپ سب لوگ جو حدیقۃ المہدی آئے ہیں وہ سفر کر کے بھی آئے ہیں اس لئے اَلسَّـآئِحُوْنَ میں شامل ہیں۔ پس آج جو لوگ ایک نیک مقصد کے لئے یہاں آئے ہیں اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مہمان بن کر آئے ہیں دنیاوی اغرض اور دنیاوی مقاصد کی بجائے ان اعلیٰ مقاصد کو سامنے رکھیں جو اس آیت میں بیان ہوئے ہیں۔ حضور نے فرمایا کہ جو لوگ الٰہی اغراض کے لئے سفر کرتے ہیں ان کی دنیاوی آرام کی طرف کم توجہ ہوتی ہے۔ اگر آپ اس کا خیال رکھیں گے تو میزبانوں کی کمزوریوں سے صَرفِ نظر کریں گے۔ انتظامیہ تو حتی الوسع مہمانوں کے آرام کا خیال رکھتی ہے لیکن اگر مہمان ان خوبیوں کا خیال رکھیں گے جن کا اس آیت میں ذکر ہے تو وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے بشارت پانے والے ہوں گے۔

حضور نے فرمایا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام عام دنوں میں مہمانوں کی انفرادی ضروریات کا خیال رکھتے تھے لیکن جلسہ کے مہمانوں کے متعلق فرماتے تھے کہ سب کے ساتھ ایک جیسا سلوک کیا جائے۔ آپ جلسہ پر آنے والوں کو فرماتے تھے کہ جلسہ پر آنے والوں کی اصل غرض دین کا علم حاصل کرنے ہے اور اسی غرض کے لئے مہمانوں کو آنا چاہئے۔ حضور نے مہمانوں کو ہدایات دیتے ہوئے فرمایا کہ وقت کے صحیح استعمال کا خاص خیال رکھیں۔ آپس میں ملنا بھی جلسہ کی ایک غرض ہے اور جلسہ کے ذریعہ ایک عظیم بھائی چارے کی بنیاد پڑ چکی ہے۔ جلسہ کی ایک غرض یہ ہے کہ ہم سب ایک قوم بن جائیں۔ بعض دفعہ مل بیٹھنا اتنا لمبا ہو جاتا ہے کہ نمازوں کے اوقات میں انتظامیہ کو یاددہانی کروانی پڑتی ہے اور جلسہ پر آنے کی اصل غرض بھول جاتے ہیں۔ ہر کام میں اعتدال بہت ضروری ہے اور یہی مومن کی شان ہے۔ قرآن کریم میں کھانے کے آداب کا ذکر کرتے ہوئے آنحضرت ﷺ کا وقت بچانے کے لئے یہ ہدایت کی ہے اور مومنوں کو عام نصیحت بھی ہے کہ وَلَا مُسْتَـأْنِسِيْنَ لِـحَدِيْـثٍ (الـاحـزاب: 54) کہ کھانا کھانے کے بعد باتوں کے شوق میں بیٹھے نہ رہو اور گھر والوں کا بھی خیال رکھو۔ جب بڑی تعداد میں لوگ جمع ہوں تو شکوے بھی پیدا ہوتے ہیں اور رنجشوں کا سلسلہ شروع ہو جاتا ہے۔ حقیقی مومنوں کے متعلق اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے وَالْـكٰـظِمِيْنَ الْغَيْظَ (آل عمران:135) وہ غصہ کو دباتے ہیں۔ پس مَیں مہمانوں اور میزبانوں دونوں کو کہتا ہوں کہ صبر کریں اور حوصلہ دکھائیں۔ اس سال خاص طور پر کارڈز کی چیکنگ کی وجہ سے زیادہ دیر لگ جائے گی۔ خواتین کو بھی بیگ کی چیکنگ کے وقت تعاون کرنا چاہئے۔ کم سے کم بیگ ساتھ لائیں۔ دھوپ میں بھی بعض دفعہ کھڑا ہونا پڑے گا۔ معذور لوگوں کو بھی دِقّت ہو سکتی ہے پھر بھی حوصلہ دکھانا چاہئے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا، بڑی فضیلت یہ ہے تم قطع تعلق کرنے والے سے تعلق قائم کرو اور جو تمہیں نہیں دیتا اسے دو اور جو تمہیں بُرا بھلا کہے اس سے حسن سلوک کرو۔ یہ تینوں باتیں وسعت حوصلہ کی طرف توجہ دلاتی ہیں اور اگر اس پر عمل ہو تو تمام بدمزگیاں ختم ہو جاتی ہیں۔

حضور نے فرمایا کہ ڈیوٹی والوں کو کہنا چاہتا ہوں کہ چیکنگ کے وقت سنجیدہ لوگ ہوں اور اس موقع پر وقت ضائع نہ کیا جائے۔ تمام مہمان ایک نیک مقصد کے لئے آئے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خواہش کے مطابق محبت و پیار کا نمونہ بن جائیں اور رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ (الفتح:30) کا نمونہ بن کر دکھائیں۔ چھوٹی چھوٹی باتوں میں الجھنے کی بجائے عبادت کے اعلیٰ مقاصد کی طرف توجہ رکھیں۔ باہر سے آنے والے غیر از جماعت مہمان کارکنان کے کام کو دیکھ کر بہت متأثر ہوتے ہیں اور یہ کارکنان خاموش تبلیغ کر رہے ہوتے ہیں۔ دوسرے سب لوگ بھی خاموش تبلیغ کر رہے ہوتے ہیں کیونکہ باہر سے آنے والے حیران ہوتے ہیں کہ بغیر کسی جھگڑے اور بدمزگی کے اتنا بڑا جلسہ ہو رہا ہے۔ اور اس طرح وہ اسلام کا ایک بہترین نمونہ دیکھ رہے ہوتے ہیں جو انہیں کسی اور جگہ نظر نہیں آتا۔ اسی وجہ سے ایسے لوگ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی دعاؤں کے وارث بنتے ہیں۔ حضور نے فرمایا کہ ہر سال یہ یاددہانی کرواتا ہوں کہ دوسرے ملکوں سے آنے والے جماعتی انتظام کے تحت ہفتے سے زیادہ نہ ٹھہرا کریں۔ اس سے جلسہ کی انتظامیہ کو دِقّت ہوتی ہے۔ حکومت کی طرف سے بھی ایک خاص وقت مہمانوں کو ٹھہرانے کی اجازت ہوتی ہے اس کے بعد حکومت نگرانی کرتی ہے۔ اگر قواعد کی پابندی نہ کریں تو جماعت کی نیک نامی پر بُرا اثر پڑتا ہے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ مہمان میزبان کو تکلیف میں نہ ڈالے۔ زبردستی کسی کے گھر رہنا ایسا ہی ہے جیسے کسی کے گھر ڈاکہ ڈالا جائے۔ قرآن کریم فرماتا ہے لَا تَـدْخُـلُـوْا بُيُوْتًا حَتّٰى تَسْتَأْنِسُوْا (النور:28) کہ اجازت کے بغیر گھروں میں نہ جاؤ۔ لیکن بعض لوگ اجازت لے کر آ جاتے ہیں اور پھر زیادہ دیر تک رہ کر میزبان کے لئے تکالیف کا موجب بنتے ہیں۔ گھر والوں کو سلامتی کا پیغام دینے کے ایک معنے یہ بھی ہیں کہ تکلیف دینے والے مہمان نہ بنیں۔ مہمان نوازی پر شکوہ بھی نہیں کرنا چاہئے۔ مومن تو محبت اور پیار کو بڑھانے والے ہوتے ہیں۔ سلامتی کا پیغام بڑا بابرکت تحفہ ہے جیسے فرمایا کہ تَـحِيَّـةً مِّـنْ عِنْدِ اللّٰهِ مُبٰرَكَةً طَيِّبَةً (النور:62) کہ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے تحفہ ہے۔ پس یہ وہ خوبصورت ماحول ہے جو خدا تعالیٰ پیدا کرنا چاہتا ہے۔ ہم دیکھتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ کی صحبت میں رہنے والوں کی آپس میں بے تکلفی بھی تھی اور ہر شخص اخلاق کے اعلیٰ معیار تک بھی پہنچنے والا تھا اور اللہ تعالیٰ نے انہیں ہمارے لئے نمونہ بنا دیا۔

حضور نے فرمایا کہ ایک حدیث میں آتا ہے کہ ایک صحابی رسولؐ نے پانچ آدمیوں کا کھانا تیار کروایا اور آنحضرت ﷺ کو اور آپ کے چند اصحاب کو مدعو کیا۔ آنحضرت ﷺ کے ساتھ ایک شخص زائد آ گیا تو آنحضرت ﷺ نے اس کی میزبان سے باقاعدہ اجازت لی۔ یہ وہ اعلیٰ اخلاق ہیں جو آنحضرتؐ ہم سب میں پیدا کرنا چاہتے تھے۔ ایک صحابی اس بات کی تلاش میں رہتے تھے کہ وہ کسی کے گھر جائیں اور وہ انہیں کہے کہ اس وقت واپس چلے جاؤ اور وہ واپس چلے جائیں۔ اور اس طرح وہ قرآن کریم کے اس حکم پر عمل کر سکیں کہ جب تمہیں کہا جائے کہ واپس چلے جاؤ تو تم واپس لوٹ آیا کرو۔ فرمایا اصل اسلامی معاشرہ یہ ہے کہ جسے تم جانتے ہو اور جس کو نہیں جانتے سب کو سلام کرو۔ باہر سے آنے والے اس سے بھی بہت متأثر ہوتے ہیں۔ ان دنوں میں بھی سلام کو رواج دیں اور پھر بعد میں اس کی مستقل عادت ڈال لیں۔ اسلام سلامتی کا پیغام ہے اس لئے کتنا اچھا ہو کہ آج سب ایک دوسرے کو معاف کر دیں اور ایک ہو کر الٰہی برکات حاصل کرنے والے بن جائیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زندگی کا ایک واقعہ بیان کرتے ہوئے حضور انور نے فرمایا کہ جنگ مقدس کے مباحثہ کے لئے حضورؑ امرتسر میں ٹھہرے ہوئے تھے۔ ایک روز منتظمین حضورؑ کے لئے کھانا رکھنا بھول گئے۔ بازار بھی بند ہو چکا تھا۔ منتظمین پریشان تھے کہ کیا کریں۔ حضورؑ کو علم ہوا تو فرمایا گھبراہٹ والی کوئی بات نہیں۔ دسترخوان کو دیکھ لیں جو بچا کھچا ہو گا وہ کافی ہو گا۔ فرمایا یہ ہے نمونہ آنحضرت ﷺ کے عاشق صادق کا جس کی پیروی کا ہم دعویٰ کرتے ہیں لہٰذا اگر کوئی کمی رہ جائے تو صبر سے کام لیں۔ تاہم منتظمین کو مناسب طریق سے کمیوں کی طرف توجہ ضرور دلائیں۔

پھر فرمایا، آخر میں سیکورٹی کے حوالہ سے توجہ دلاتا ہوں کہ ہر شخص کا فرض ہے کہ وہ حفاظت کے لئے اپنے ماحول پر نظر رکھے۔ اور کسی قسم کے شک کی صورت میں انتظامیہ کو فوراً اطلاع دیں۔ اسی طرح صفائی کا بھی خیال رکھیں اور دعاؤں میں وقت گزاریں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اسی کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

خطبہ جمعہ کے بعد حضور انور نے نماز جمعہ اور عصر کی نمازیں پڑھائیں۔ اس کے بعد احباب نے دوپہر کا کھانا کھایا اور پھر جلسہ کے افتتاحی اجلاس سے قبل 4:40 بجے پرچم کشائی کی تقریب منعقد ہوئی۔ حضور انور نے لوائے احمدیت لہرایا اور مکرم امیر صاحب UK نے برطانیہ کا جھنڈا لہرایا جس کے بعد اجتماعی دعا ہوئی۔ پرچم کشائی کی تقریب کے وقت جلسہ گاہ کا سارا ماحول نعرہ ہائے تکبیر سے گونج اٹھا اور ہر دل اللہ تعالیٰ کی محبت سے لبریز تھا۔ الحمدللّٰہ علی ذلک۔

(باقی آئندہ)

مَصَالِحُ الْعَرَب

(عربوں میں تبلیغ احمدیت کے لئے

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام اور خلفائے مسیح موعودؑ کی بشارات، گرانقدر مساعی اور ان کے شیریں ثمرات کا ایمان افروز تذکرہ)

(محمد طاہر ندیم۔عربک ڈیسک یوکے)

قسط نمبر105

90ء کی دہائی کے بعض مخلص احمدی (8)

مکرم راکان نجیب المصری

مکرم راکان المصری صاحب کی پیدائش 1971ء میں شام کے ایک شہر حمص میں ہوئی۔آپ نے 1995ء میں بیعت کی اور کچھ سالوں سے صدر جماعت احمدیہ حمص کی حیثیت سے خدمت کی توفیق پا رہے ہیں۔خدا کے فضل سے بہت مخلص اور فدائی احمدی ہیں۔ ہماری درخواست پر انہوں نے اپنے جو حالات لکھ کر بھجوائے ہیں اس کا خلاصہ انہی کی زبانی نظرِ قارئین کیا جاتا ہے۔

آپ کہتے ہیں کہ مَیں چار بہنوں کا اکلوتا بھائی ہوں۔ میری پیدائش ایک متوسط گھرانے میں ہوئی۔مَیں بچپن سے ہی مساجد اور وعظ کی مجالس میں جاتا تھا۔ مجھے مسلمانوں کی عظمت رفتہ کے قصے بہت بھلے لگتے تھے لیکن نوجوانی کے اوائل ایام میں ہی مجھے بڑی شدت کے ساتھ احساس ہو گیا کہ ضرور مسلمانوں میں کوئی بگاڑ راہ پا گیا ہے جس کی بنا پر اب وہ امجادِ اسلاف اور ترقیات کا زمانہ جاتا رہا ہے۔

1994ء میں جامعہ دمشق میں مکرم عبدالقادر عودہ صاحب کے ذریعہ مجھے جماعت سے تعارف ہوا۔جماعت کے بارہ میں سننے اور اس کے عقائد اور افکار وخیالات پر اطلاع پانے کے بعد میرے دل نے کہا کہ یہی وہ خزانہ ہے جس کی تلاش میں تم سرگرداں اور مارے مارے پھرتے تھے کیونکہ مجھے اپنے ذہن میں گردش کرنے والے تمام سوالوں کا جواب مل گیا تھا۔تاہم بیعت کا مرحلہ کسی قدر کٹھن تھا۔

بیعت اور شادی

1995ء میں مَیں نے گریجوایشن کر لی جس کے بعد شادی کا مرحلہ آیا۔مَیں نے کہا کہ مَیں اس بارہ میں خدا تعالیٰ سے ایک سودا کرتا ہوں۔اگر اللہ تعالیٰ نے مجھے واضح طور پر شادی کے بارہ میں خبر دے دی تو مَیں اسے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت کی دلیل بھی شمار کروں گا اور آپ کی بیعت کر کے جماعت میں شامل ہو جاؤں گا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے مجھے رؤیا میں دکھایا کہ میری اسی لڑکی سے جو اَب میری بیوی ہے شادی ہو رہی ہے اور مَیں اسے شادی کی انگوٹھی پہنا رہا ہوں۔اس رؤیا سے مجھے انشراحِ صدر ہو گیا۔مَیں نے اپنی منگیتر کو بھی اس کے بارہ میں بتا دیا اور خدا تعالیٰ سے کئے ہوئے وعدہ کے مطابق شادی سے ایک روز قبل 13 دسمبر 1995ء کو بیعت کر لی جبکہ اگلے دن 14 دسمبر کو میری شادی ہو گئی۔

والدین کی طرف سے شدید مخالفت

شادی کی ابتدا میں ہی میرے قبول احمدیت کی وجہ سے والدین کی طرف سے شدید مخالفت کا سامنا کرنا پڑا۔میرے والد صاحب نے مولویوں سے جا کر جماعت کے بارہ میں فتویٰ مانگا تو انہوں نے کہا کہ یہ تو کفار ہیں اور تمہارا بیٹا اس میں شامل ہو کر دین اسلام سے نکل گیا ہے۔مَیں نے بارہا وضاحت کرنے کی کوشش کی لیکن ان کا اصرار اپنی جگہ قائم رہا کہ نہیں تم ہر حال میں اس جماعت سے کنارہ کش ہو جاؤ اور واپس پہلے والی حالت کی طرف لوٹ آؤ۔ جب ان کا اصرار بڑھنے لگا تو مَیں نے کہا کہ آپ میرے والد ہیں، میں دیگر امور میں آپ کی اطاعت کرنا اپنا فرض سمجھتا ہوں لیکن یہ معاملہ میرے اور میرے خدا کے درمیان ہے اس لئے اس بارہ میں آپ مجھ پر کوئی دباؤ نہ ڈالیں، بلکہ مَیں وضاحت کر دیتا ہوں کہ چاہے جو کچھ ہو جائے میں جماعت سے دستبردار ہرگز نہیں ہوں گا۔میرے اس فیصلہ کے بعد توقع تھی کہ معاملہ ختم ہو جائے گا لیکن اس کے برعکس اس نے جھگڑے کی صورت اختیار کر لی اور مجھے گھر چھوڑنا پڑا۔ چند دن کے بعد میرے والد صاحب کی طرف سے مجھے واپس آنے کا پیغام موصول ہوا لہٰذا مَیں ان کے ارشاد کے مطابق دوبارہ گھر واپس آ گیا۔آہستہ آہستہ تبلیغ کا سلسلہ جاری رہا اور سال بھر کے دوران ہمارے شہر میں دس کے قریب افراد جماعت میں شامل ہو گئے۔

مزید ابتلا

1996ء میں مَیں نے حکومتی نوکری کر لی۔سیریا میں ایک ہی سیاسی پارٹی ہے جو حکومتی پارٹی ہے اور تقریباً تمام اہل وطن اس کے ممبر ہیں۔اس لئے اس پارٹی کا مقامی صدر بھی حکومتی اداروں کا ایک فرد ہوتا ہے۔1998ء میں مجھے پارٹی کے مقامی صدر نے بلایا اور کہا کہ تمہارے سامنے دو راستے ہیں۔یا تو تم احمدیت ترک کر دو یا اس سیاسی پارٹی کی رکنیت سے دست برداری کا اعلان کر دو۔مَیں نے وضاحت کی کہ ہماری جماعت کوئی سیاسی جماعت نہیں ہے۔اس لئے حکومتی سیاسی پارٹی کے ساتھ ٹکراؤ کا کوئی سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔لیکن وہ اپنی ضد پر قائم رہا۔مَیں نے کہا کہ مجھے قومی پارٹی اور ملک کے دستور کا بخوبی علم ہے دونوں میں دینی آزادی اور اختلافِ عقائد کا حق دیا گیا ہے، اگر آپ کو اس کا علم نہیں تو مَیں آپ سے بڑے افسران کے ساتھ بات کرنے کو تیار ہوں۔خلاصہ کلام یہ کہ دو گھنٹے کی بحث کے بعد جب اسے یقین ہو گیا کہ مَیں اپنے موقف سے ذرہ برابر بھی ہٹنے والا نہیں تو اس نے یہ جملہ کہا جو مجھے آج تک یاد ہے کہ: اگر تم جیسے دس آدمی میرے پاس ہوں تو مَیں ان کو ساتھ لے کر فلسطین کی آزادی کیلئے جنگ پر نکلنے کے لئے تیار ہوں۔

اسی سال میرے ادارے نے جاپان میں تعلیمی کورس کے سلسلہ میں میرا نام پیش کیا۔ اسی اثناء میں میرے ادارے کے سربراہ کو میرے احمدی ہونے کا علم ہو گیا۔ انہوں نے مجھ سے پوچھا تو مَیں نے جماعت کے عقائد وغیرہ کے بارہ میں وضاحت کر دی جسے انہوں نے بنظرِ استخفاف دیکھتے ہوئے مجھے کہا کہ مَیں اس بنا پر تمہیں جاپان کے سفر سے روک بھی سکتا ہوں۔مَیں نے کہا کہ یہ میرا عقیدہ ہے جسے بدلنے کا کسی کو اختیار نہیں، نہ ہی ایسا کوئی کر سکتا ہے۔ جہاں تک جاپان نہ جانے کا تعلق ہے تو اس کا میرے عقیدے کے ساتھ کوئی تعلق نہیں۔مَیں اپنے عقائد کی حفاظت کیلئے کچھ بھی برداشت کرنے کیلئے تیار ہوں خواہ اس کے لئے مجھے اس کام سے بھی ہاتھ دھونے پڑیں۔

مجھے تو پورا یقین تھا کہ میرا یہ افسر ضرور مجھے روکنے کی کوشش کرے گا لیکن نہ جانے بعد میں کیا ہوا کہ میرے نام کی منظوری آ گئی اور اس دفعہ عام معروف کورسز سے زیادہ مدت کے اس کورس میں شمولیت کے لئے مَیں جاپان چلا گیا۔

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ کے بارہ میں رؤیا

جب حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کی وفات ہوئی تو مجھے بہت دکھ ہوا کیونکہ مَیں نے آپ کے عہد مبارک میں بیعت کی تھی لیکن آپ سے ملاقات نہ ہو سکی۔انتخاب کی رات بہت حزین وغمگین گزری۔ ایسے میں آنکھ لگی تو مَیں نے خواب میں ایک طویل قامت، گندم گوں شخص دیکھا جس کی سیاہ داڑھی تھی اور اس نے سفید چادر اوڑھی ہوئی تھی۔ایسے میں کوئی کہتا ہے کہ یہ خلیفہ ہیں۔اگلے دن ٹی وی پر حضور انور کو دیکھا تو بعینہٖ وہی شکل وصورت تھی جو خواب میں دیکھی، صرف خواب میں آپ تھوڑے سے دبلے پتلے جسم والے دکھائی دیتے تھے۔

مالی تنگی کے باوجود چندوں کی ادائیگی اور وصیّت کے نظام میں شمولیت اور خلیفۂ وقت کی دعا کا اعجاز

2006ء کے شروع میں مجھے بہت بڑے مالی خسارہ کا سامنا کرنا پڑا، نوبت یہاں تک پہنچی کہ بعض اوقات کھانے پینے کے لئے بھی گھر میں کچھ نہ ہوتا تھا۔اس کے باوجود مَیں نے چندوں کی ادائیگی کا خیال رکھا اور اپنے کھانے پینے کے لئے کچھ میسر ہو یا نہ ہو چندہ کی ادائیگی میں کبھی تاخیر نہ کی۔انہی حالات میں اللہ تعالیٰ نے مجھے وصیت کرنے کی بھی توفیق عطا فرمائی۔

مالی حالات بد سے بدتر ہوتے گئے، حتی کہ ملک میں بھی بارشیں نہ ہونے کی وجہ سے فصلوں کی صورتحال بہت دگرگوں تھی۔ایسے میں مَیں نے حضور انور کی خدمت میں دعا کی درخواست کی جس کا جواب حضور انور کی طرف سے مجھے 16 جنوری 2007ء کو موصول ہوا جس میں حضور انور نے مجھے مندرجہ ذیل دعا دی تھی کہ: اللہ تعالیٰ دعاؤں کو سنتے ہوئے بارش نازل فرمائے اور حرث ونسل میں برکت دے۔

ابھی ایک ماہ ہی گزرا تھا کہ میری بیوی نے بتایا کہ وہ حمل سے ہیں۔اور جب چیک اپ کروایا تو حمل کی تاریخ 16 جنوری 2007ء ہی نکلی کیونکہ ہمارے ہاں بچے کی پیدائش 27 ستمبر 2007ء کو ہوئی۔

مَیں نے کہا کہ حضور انور کی دعا کا ایک حصہ پورا ہو گیا ہے اس کا مطلب ہے کہ دوسرا حصہ بھی پورا ہو گا اور حرث میں برکت سے مالی مشکلات بھی جلد دور ہونے والی ہیں۔ اس وقت مجھ پر پانچ لاکھ سیرین پونڈز کا قرض تھا۔مَیں نے اسی مضمون کا ایک خط 4 نومبر 2007ء کو حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت میں لکھا جس کا جواب مجھے یکم جنوری 2008ء کو موصول ہوا جس میں حضور انور نے دعا کی تھی کہ اللہ تعالیٰ قرض اتارنے میں آسانیاں پیدا فرمادے۔ اس کے بعد مَیں نے خواب میں ایک سفید بالوں والے شخص کو دیکھا جو مجھے کہتا ہے کہ مَیں تیرا پانچ لاکھ کا قرض ادا کر دیتا ہوں۔مَیں نے پوچھا آپ کون ہیں؟ پھر مَیں نے خود ہی کہا کہ آپ مجھے ابوقاسم لگتے ہیں، اس نے جواب دیا ہاں مَیں ابوقاسم ہی ہوں۔

ان خراب مالی حالات کے باوجود مَیں نے اپنی زمین کا ایک حصہ جماعت کو دینے کا فیصلہ کیا تا کہ جب حالات اجازت دیں تو جماعت اس جگہ مسجد تعمیر کر لے۔جب صدر جماعت شام مکرم مسلم الدروبی صاحب کو اس کا علم ہوا تو انہوں نے کہا کہ مَیں آپ سے اتنی مزید زمین خرید کر جماعت کو دینا چاہتا ہوں۔چنانچہ اس کی پہلی قسط جو انہوں نے ادا کی وہ پانچ لاکھ سیرین پونڈز تھے جس سے حضور انور کی دعا کا اعجاز ظاہر ہو گیا اور نہایت آسانی کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے میرا قرض اتارنے کے سامان پیدا فرما دیئے۔ فالحمدللہ علیٰ ذٰلک۔

بچے کی علالت اور معجزانہ شفا

یہ بچہ جس کا ذکر ابھی گزرا ہے بوقت پیدائش Meningitis کی تکلیف سے دوچار تھا۔اور بیس دن تک اسے ہسپتال میں رہنا پڑا۔میں نے کہا یقیناً یہ کوئی ابتلا ہے اس لئے فوراً حضور انور کی خدمت میں دعا کا خط لکھا۔ابھی یہ ہسپتال میں ہی تھا کہ مجھے شام کے ایک شہر ''اِدلب'' میں تبلیغ کے لئے جانے کا حکم ہوا۔ مجھے ذرہ برابر بھی تردد نہ ہوا بلکہ بچہ کو ہسپتال میں ہی چھوڑ کر مکرم عبدالقادر عودہ صاحب کے ساتھ ادلب چلا گیا جہاں ہماری تبلیغ سے بفضلہٖ تعالیٰ بعض لوگوں نے بیعت کر لی۔جب واپس آئے تو اللہ تعالیٰ نے خاص فضل فرمایا اور میرا بیٹا بالکل صحت یاب ہو گیا۔

قارئین کرام! مکرم راکان المصری صاحب کے ان واقعات میں دو امور بطور خاص قابل توجہ ہیں۔ایک یہ کہ ہر مشکل مرحلہ پر، اور ہر اہم موقعہ پر خلیفۂ وقت کی خدمت میں دعا کا خط لکھتے ہیں۔

دوسری بات بہت عجیب ہے کہ باوجود تنگ اور مشکل حالات کے بھی چندہ دینا نہیں چھوڑا، بلکہ جوں جوں حالات تنگ ہوتے گئے ان کی طرف سے چندے کی مقدار میں اضافہ ہوتا گیا۔ایسے لگتا ہے کہ جیسے وہ اس تنگی کا علاج بھی خدا کی راہ میں اپنے اوپر مزید تنگی وارد کر کے کر رہے تھے۔اور خدا تعالیٰ کی خاطر تنگی برداشت کرنے والے پر خدا کے پیار کی نظر ضرور پڑتی ہے۔یہی لوگ ہیں جن کے حق میں خلیفۂ وقت کی زبان مبارک سے نکلا ہوا ایک ایک لفظ پورا ہوتا ہے۔اور ہم نے ان واقعات کے مطالعہ کے دوران دیکھا کہ کس طرح اللہ تعالیٰ نے ان کے حق میں خلیفۂ وقت کی دعاؤں کو قبول فرمایا۔

مکرم مازن خبّاز صاحب

مکرم مازن خباز صاحب کا تعلق سیریا کے شہر حمص سے ہے۔20 مارچ 1969ء کو پیدا ہوئے اور مؤرخہ 19 مئی 1996ء کو بیعت کر کے جماعت میں شمولیت اختیار کی۔آیئے ان سے ان کے سفر کی داستان سنتے ہیں۔

بیعت کا واقعہ

مکرم مازن خباز صاحب بیان کرتے ہیں کہ مجھے بچپن ہی سے قرآن کریم سے بہت محبت تھی اور مَیں اپنی ذاتی کوشش سے اس کو حفظ بھی کیا کرتا تھا۔نوجوانی کی عمر میں تلاوت اور حفظ قرآن کے دوران مختلف آیات کی تفسیر کے سلسلہ میں میرے ذہن میں سوالات پیدا ہوتے تو مَیں مولوی حضرات سے اس کے جواب پوچھتا تھا۔ان کے آپس میں متناقض جوابات اور تفاسیر سے مَیں سخت پریشان ہو جاتا اور ان کے جوابات سے مجھے کبھی اطمینان نہ ہوتا۔ ایک دفعہ مَیں اپنے بچپن کے دوست مکرم احمد باکیر صاحب اور خالد فرج صاحب وغیرہ کے ساتھ ملا اور ان سے دینی موضوعات اور متناقض تفاسیر کے بارہ میں بات ہوئی۔ مَیں

حیران رہ گیا کہ ان نوجوانوں کے پاس سے مجھے سب سوالوں کا جواب مل گیا۔ان کے ذریعہ مجھے پتہ چلا کہ وہ احمدی ہیں اوران کے پاس دلیل وبرہان کا یہ خزانہ احمدی لٹریچر سے ہی آیا ہے۔مَیں نے دودن ان کے ساتھ مختلف امور کے بارہ میں تفصیلی بات کی اور محض دودنوں کے بعد اپنی بیوی سمیت بیعت کر لی۔اور اس کے ساتھ ہی میرا ایک پرانا رؤیا پورا ہوگیا جو میں نے پندرہ سال کی عمر میں دیکھا تھا جس کا خلاصہ یہ تھا کہ امام مہدی آگئے ہیں اورمیں آپ کی جماعت میں شامل ہوں۔

تبلیغ کے ثمرات اورآزمائشیں

مَیں چاہتا تھا یہ خزانے سب کوملیں اورسب اس چشمہ سے فیض پائیں۔لہذا مَیں نے اپنے اہل خاندان کوتبلیغ شروع کی۔ میری تبلیغ سے میرا بھائی مکرم زیاد خباز اور بھابھی احمدی ہوگئے۔پھر میرے بھائی سامر خباز نے بھی بیعت کرلی۔اس کے بعد میری والدہ محترمہ نجاح خباز اور چھوٹا بھائی ملاذ خباز بھی احمدی ہوگئے۔یوں اللہ تعالیٰ کے فضل سے میرا پورا خاندان احمدیت کی آغوش میں آ گیا۔

میرے بھائی سامر خباز کی بیوی احمدی نہ تھی اس کے سسرال والوں نے مولویوں سے جا کر احمدیت کے بارہ میں فتویٰ طلب کیا توانہوں نے کہا کہ یہ تو کافر ہیں اوران کے ساتھ بچی کی شادی سراسرناجائز ہے لہذا اس فتویٰ کی بناء پراسے زبردستی طلاق دلوادی گئی۔ اس واقعہ کے بعد میرے چچا وغیرہ کا خاندان بھی شدید مخالفت کرنے لگا۔ایسے میں مَیں نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی تو رؤیا میں آنحضور ﷺ کو دیکھا آپ نے مجھے تسلی دیتے ہوئے مسیح موعود علیہ السلام کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا کہ یہی سچا مسیح موعود ہے اورآپ جنہوں نے اس کی بیعت کی ہے خدا کے خاص بندے ہیں۔

بہرحال ہمیں تو اللہ تعالیٰ خودتسلیاں دیتا رہا جبکہ دوسری جانب ہمارے ان رشتہ داروں نے آپس میں مل کر ایک معاہدہ کیا جس پرسب نے دستخط کئے جس کا خلاصہ یہ تھا کہ وہ آئندہ نہ ہم سے بات کریں گے، نہ ہمیں سلام کریں گے، اورنہ ہمارے ساتھ کسی قسم کا کوئی رابطہ رکھیں گے۔

قارئین کرام! سچ کو پرکھنے کے لئے کوئی حسابی کتابی اور فلسفیانہ دلائل کی ضرورت نہیں ہوتی۔ جب بھی خدا تعالیٰ کوئی نبی بھیجتا ہے تواس کے مخاطب ان پڑھ بھی ہوتے ہیں اوراعلیٰ درجہ کے تعلیم یافتہ اورفلسفی مزاج بھی۔ جہاں وہ مرسل سماوی ہر طبقۂ فکر کے لئے اپنی صداقت کے نشان لے کرآتا ہے وہاں اکثر نشانات ایسے عام فہم ہوتے ہیں جو ہر انسان کی سمجھ میں آسکتے ہیں اور ہر ایک پر حجت پوری کرنے کے لئے کافی ہوتے ہیں۔ایسے عام فہم دلائل میں سے ایک الٰہی جماعت کا کردار اورنمونہ ہے ۔ جماعت احمدیہ کا کرداراوراس کے اخلاق اس کی صداقت پر بین دلیل ہیں۔یہ بات اس وقت اورنمایاں ہوجاتی ہے جب آپ جماعت کے اوراس کے مخالفین کے اخلاق وکردار کا تقابلی جائزہ لیں۔ ذرا غورکریں کہ مقاطعہ کرنا ، اور ہر قسم کے روابط ختم کرلینے کا معاہدہ کرنا کن لوگوں کا شیوہ ہوتا ہے۔ کم ازغیراحمدی مسلمانوں کو تو یہ اچھی طرح یاد ہوگا کہ ایسا مقاطعہ کرنے والے کون تھے اورجن کے خلاف ایسا معاہدہ کیا گیا وہ کون تھے۔

آج اللہ تعالیٰ نے یہ نشان احمدیوں کوعطافرمایا ہے جس کوسمجھنے کیلئے کسی ڈگری کی ضرورت نہیں بلکہ ہر طبقۂ فکر کے لئے یہ سچائی عیاں ہے۔

دستِ دعائے خلافت کااعجاز

مکرم مازن خباز صاحب مزید بیان کرتے ہیں کہ میری شادی کو پانچ سال گزر چکے تھے لیکن اولاد کی نعمت سے محروم تھا۔میڈیکل رپورٹس کے مطابق استقرارحمل میں کوئی مشکل تھی۔ جب میں نے جملہ تفاصیل پر مبنی خط حضرت خلیفہ رابع رحمہ اللہ کی خدمت میں ارسال کیا اوردعا کی درخواست کی تو حضور انور نے دعا کے ساتھ ساتھ ہومیوپیتھی دوا بھی ارسال فرمائی۔کہاں ہم نے پانچ سال اس نعمت سے محرومی میں گزار دیئے تھے اورکہاں خلیفہ وقت کی دعاؤں سے یہ ہوا کہ اسی سال اللہ تعالیٰ نے ہمیں بیٹی عطافرمائی۔فالحمدللہ علےٰ ذٰلک۔

پہلی بیٹی کے بعد دوسری بیٹی کی پیدائش ہوئی اور پھر اللہ تعالیٰ نے تیسری بیٹی عطا فرمائی۔میری بیوی کی شدید خواہش تھی کہ ہمیں اللہ تعالیٰ اولادنرینہ کی نعمت سے بھی نوازے۔چنانچہ اس نے حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت میں دعا کا خط لکھ دیا۔حضورانور کی طرف سے دعائیہ جواب موصول ہوا کہ اللہ تعالیٰ آپ کواولادنرینہ عطافرمائے چنانچہ اس دعا کی قبولیت کا معجزہ بھی ہم نے اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں بیٹے کی نعمت سے بھی نوازدیا۔فالحمدللہ ربّ العالمین۔

نظام وصیت میں شمولیت اور افضال خداوندی کانزول

مجھے اللہ تعالیٰ نے 2006ء میں نظام وصیت میں شامل ہونے کی توفیق عطا فرمائی۔وصیت کرتے ہوئے میری کیفیت عجیب تھی۔ایسے لگتا تھا جیسے میں دوبارہ بیعت کررہا ہوں۔بالکل وہی پہلی بیعت والا احساس غالب تھا۔پھر وصیت کے بعد اللہ تعالیٰ نے میرے مال ورزق میں غیرمعمولی برکت عطافرمائی، بلکہ جب بھی کسی مشکل وقت میں خداتعالیٰ سے کچھ مانگا ہے اس نے جھولیاں بھر کے مجھے عطافرمایا ہے۔رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا۔ اِنَّکَ اَنْتَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ (البقرة:128)۔

(باقی آئندہ)

بقیہ:جلسہ سالانہ جماعت احمدیہ کی عظمت وشوکت کا زندہ نشان از صفحہ نمبر 11

اک مسیحا کی صدا نے ہے جگایا جادو
ایک جنگل کو گلستاں میں بدلتے دیکھا
شرف انساں کی حقیقت ہوئی روشن تر
کالے گورے کو بصد شوق جو ملتے دیکھا

یہ جلسہ کوئی دنیاوی میلہ نہ تھا۔اس کا مقصد دینی علوم کاحصول اورنیکی اورتقویٰ کے میدانوں میں ترقی کرنا تھا۔ ذکر الٰہی کے ماحول میں منعقد ہونے والا یہ ایک عالمگیر روحانی اجتماع تھا۔ دنیاوی اموال خرچ کرکے ، ہزاروں میل کا سفر طے کرکے، اپنے آراموں کوتج کراس بابرکت جلسہ میں آنے والوں نے یہ روحانی دولت خوب دل بھر کر حاصل کی ۔ الحمدللہ کہ شرکاءجلسہ اپنی اپنی توفیق کے مطابق روحانی تبدیلی، علمی ترقی اوردین اسلام کی خاطر قربانی کا ایک نیاجوش اورعزم لے کر اپنے گھروں کوواپس جارہے ہیں۔

ان تین دنوں میں مخلصین نے محسوس کیا کہ ان کی روحانی بیٹریاں اتنی چارج ہوگئی ہیں کہ ان کی قوت ان کو لمبے عرصہ تک بہت فعال اورمستعد رکھے گی۔ یہی روحانی تبدیلی اورترقی واصلاح کا عزم ہی ایک مومن کی متاع عزیز ہے اورالحمدللہ کہ یہ دولت خوب تقسیم ہوئی اورمخلصین نے خوب خوب اپنی جھولیاں بھریں۔

اس جلسہ سالانہ میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے روح پرور خطابات کی ایک عجیب شان اورتاثیر تھی ۔ جمعہ کے حضورانور کے خطبہ جمعہ نے جلسہ کی عظمت اورآداب کوخوب واضح کیا۔ بعد میں دوران جلسہ حضورانور نے چار بارعظیم الشان خطابات سے نوازا۔ ہرخطاب پہلے سے بڑھ کر ایمان افروز تھا۔ان میں ایسی پُراثر باتیں اور ایسے علمی معارف تھے جو وقت کی ضرورت کے عین مطابق اور جماعت کے ہرفرد کے لئے بہترین رہنمائی پر مشتمل تھے۔ان خطابات کے دوران جس توجہ اورانہماک سے احباب نے ان کوسنا، سمجھا اوران باتوں کودل میں جگہ دی یہ بھی اللہ تعالیٰ کے فضلوں میں سے ایک عظیم فضل تھا جو بہت نمایاں طورپرمحسوس کیا گیا۔حضور انور کے سٹیج پرآتے ہی دلوں کی جوکیفیت ہوتی رہی اس کا اندازہ ان شعروں سے کیا جاسکتا ہے ؎

وہ سر بزم جو آیا تو عجب عالم تھا
اک تلاطم کو کناروں سے چھلکتے دیکھا
کیا عجب جذب کی طاقت تھی بیاں میں اس کے
اس کی ہر بات کو سینوں میں اترتے دیکھا

حضورانور کے مرکزی خطابات کے علاوہ علماءسلسلہ نے بھی اردواورانگریزی زبانوں میں مختلف علمی موضوعات پرخطاب کیا۔تقاریر کے عناوین سے جلسہ کے علمی ماحول کااندازہ کیا جاسکتا ہے۔تعلق باللہ کے ذرائع ،آنحضرت ﷺ کے بنی نوع انسان پراحسانات،حضرت مسیح موعود علیہ السلام کاعشق رسولؐ،احمدیت عافیت کا حصار اورخلافت کی اطاعت کے نمونے ،نظام وصیت کی تاثیرات ، سیرت حضرت مولانا عبدالرحیم دردصاحب رضی اللہ عنہ۔

علاوہ ازیں اکناف عالم سے آئے ہوئے مسلم اور غیرمسلم معزز مہمانوں اوراسی طرح برطانوی عمائدین کے مختصر خطابات نے بھی جلسہ کی رونق کودوبالا کیا۔ان خطابات سے جماعت احمدیہ کے عالمی تشخص اور جماعت کی عالمگیر خدمات کے بابرکت اثرات کابخوبی اندازہ ہوا۔

جلسہ سالانہ کے انتظامات اللہ تعالیٰ کے فضل سے بہت عمدگی سے جاری رہے۔مہمانوں کے آرام اورسہولت کاخیال رکھا گیا اورمہمانوں نے بھی میزبانوں سے خوب تعاون کیا ۔ امسال عالمی حالات اور بالخصوص جماعت احمدیہ کی مخالفت کے تناظر میں حفاظتی لحاظ سے بہت فکرمندی تھی اور یہ احساس ہرفرد کے ذہن پر بہت واضح تھا ۔ اللہ تعالیٰ کا بے حد احسان ہے کہ اس کے فضل وکرم سے کسی مرحلہ پرکوئی دِقّت یا پریشانی نہیں ہوئی ۔حضورانور کی بروقت اور واضح ہدایات پرعمل کرتے ہوئے حفاظتی اقدامات بہت توجہ سے کئے گئے اور ہرفرد جماعت کے تعاون سے سب مراحل بخیروخوبی طے ہوئے۔ جلسہ کے بخیریت اختتام پذیر ہونے پر دل جذبات تشکر وامتنان سے پُر ہیں اورسب چہروں پرطمانیت کے آثار نمایاں ہیں۔ ہر ایک دوسرے کوکامیاب جلسہ کی مبارکباد دیتے ہوئے اللہ تعالیٰ کی اس حفاظت اورتائید ونصرت پر دلی شکر کا ضرور اظہار کرتا ہے۔

یہ نوٹ ہے تومختصر لیکن لاہور کے شہداء باوفا کے ذکر کے بغیر یقیناً نامکمل رہے گا ۔ جلسہ سے قریباً دو ماہ قبل یہ نہایت دردناک اورالمناک سانحہ 28رمئی کوپیش آیا۔اس جلسہ سالانہ کے دوران لاہور کے ان خوش قسمت شہداء کا باربار ذکر آتا رہا۔حضورانور نے نہایت محبت، پیاراوردلی جذبات سے ان کاذکر فرمایا ۔ ان زندہ لوگوں کی زندہ قربانیوں کی صدائے بازگشت جلسہ کے تینوں دن باربار سنائی دیتی رہی۔ یہ ذکر ہی ایسا ہے کہ اسے بھلایا نہیں جا سکتا۔سٹیج کے ڈیزائن کا مرکزی خیال بھی شہدائے احمدیت کی قربانیاں تھا۔قرآن مجید کی آیت کریمہ اورحضورانور کے بعض ارشادات کوبنیاد بناتے ہوئے ان شہدائے احمدیت کو آسمان احمدیت پرستاروں کی طرح جگمگاتے اورخوبصورت کہکشاں کے طور پر دکھایا گیا ۔ مقررین نے بھی ان کی عظمت اورقربانی کواجاگر کیا۔مہمان معززین نے بھی سانحۂ لاہور کے حوالہ سے اس بربریت کی شدید مذمت کی ۔ان شہداء کی قربانیوں کو یادکرتے ہوئے مخلصین نے راہ خدا میں ہرقربانی کے لئے اپنے عزم اورعہد کوتازہ کیا ۔ اس مبارک تذکرہ نے اس جلسہ سالانہ کوایک یادگارجلسہ بنادیا۔

جلسہ ختم ہوئے ابھی چندروز ہی گزرے ہیں ۔ مسجد فضل لندن اور مسجد بیت الفتوح میں ابھی تک حضرت مسیح پاک علیہ السلام کے محبوب مہمانوں کی رونق ہے۔ میزبان ان کی مہمان نوازی پرکمربستہ ہیں ۔ جماعتی اجلاسات جاری ہیں ۔نمازوں کے اوقات میں یہ سب کام کاج چھوڑ کر مسجدوں کارخ کرتے ہیں۔یہی وہ درس ہے جوانہوں نے اس جلسہ سے سیکھا ہے کہ ہم نے عبادتوں اورقربانیوں کے معیاروں کو بلند سے بلندتر کرنا ہے ۔ دور دراز سے آئے ہوئے مہمانوں کی ترستی نگاہوں کی تمنا ہے کہ وہ حضور انور کے چہرہ مبارک پرپڑسکیں۔احباب وخواتین کے علاوہ بچے بھی یہی تمنا لئے نمازوں سے قبل انتظار میں رہتے ہیں اورجب ان کی تمنا برآتی ہے تو ان کے چہرے گلاب کی طرح کھل اٹھتے ہیں ۔ واپسی کی گھڑیاں قریب ہیں ۔رمضان کی آمد آمد ہے اس وجہ سے جلد واپسی کے پروگرام ہیں لیکن ان عشاق کی تمنا ہے کہ جانے سے پہلے زیادہ سے زیادہ برکت حاصل کرلیں۔ ؎

پھر خدا جانے کہ کب آویں یہ دن اور یہ بہار

الغرض یہ ایک تاریخی جلسہ تھا ۔ غیرمعمولی حالات میں نہایت کامیابی اورشان سے منعقد ہوا۔دلوں میں ایک نئی تازگی پیدا ہوئی ۔ نئے عزائم بیدار ہوئے ۔قربانیوں کے نئے عہدو پیمان باندھے گئے ۔ اللہ تعالیٰ سب کے ساتھ ہو۔سب مہمانوں کوخیریت سے اپنے گھروں میں پہنچائے اورجلسہ سالانہ میں شمولیت کی سعادتیں باربارنصیب ہوتی رہیں۔آمین

۞۞۞۞۞۞۞

خریداران الفضل انٹرنیشنل سے گزارش

الفضل انٹرنیشنل کے ہرخریدار کوایک AFC نمبر دیا جاتا ہے جوآپ کے ایڈریس لیبل کے ساتھ درج ہوتا ہے۔ یہ آپ کا خریداری نمبر ہے۔ براہ کرم یہ نمبر محفوظ رکھیں اور دفتر سے خط وکتابت اوررابطہ کے وقت اس نمبر کا حوالہ ضروردیں۔ جزاکم اللہ احسن الجزاء (مینیجر)

خطبہ جمعہ

مہمان نوازی ایک مومن کا طرّہ امتیاز ہے اور جو مہمان خالص دینی غرض سے آ رہے ہوں اور جن کو زمانہ کے امام نے اپنا مہمان کہا ہو ان کی مہمان نوازی تو خاص طور پر بہت برکتیں لئے ہوئے ہے اور اس وجہ سے خاص توجہ چاہتی ہے۔

جلسہ کے کامیاب انعقاد اور ہر لحاظ سے بابرکت ہونے کے لئے جماعت کے افراد عموماً اور جماعت برطانیہ کے افراد خصوصاً بہت زیادہ دعاؤں اور صدقات پر زور دیں۔

آنحضرت ﷺ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ارشادات اور سیرت کے واقعات کے حوالہ سے جلسہ سالانہ پر تشریف لانے والے مہمانوں کی مہمان نوازی کے سلسلہ میں منتظمین اور کارکنان کو نہایت اہم نصائح۔

خطبہ جمعہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفة المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز۔فرمودہ 23/جولائی 2010ء بمطابق 23/وفا 1389 ہجری شمسی بمقام مسجد بیت الفتوح، لندن (برطانیہ)

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِیکَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ

أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ- بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ۔اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔مٰلِکِ یَوْمِ الدِّیْنِ اِیَّا کَ نَعْبُدُ وَ اِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ۔

اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ۔صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْهِمْ غَیْرِالْمَغْضُوْبِ عَلَیْهِمْ وَلَاالضَّآلِّیْنَ۔

انشاء اللہ تعالیٰ اگلے جمعہ سے جماعت احمدیہ برطانیہ کا جلسہ سالانہ شروع ہو رہا ہے۔سب سے پہلی بات تو اس حوالے سے مَیں آج یہ کہنا چاہوں گا کہ جلسے کے کامیاب انعقاد اور ہر لحاظ سے بابرکت ہونے کے لئے جماعت کے افراد عموماً اور جماعت برطانیہ کے افراد خصوصاً بہت زیادہ دعاؤں اور صدقات پر زور دیں۔اللہ تعالیٰ دشمن کے ہر شر اور شرارت سے جماعت کو محفوظ رکھے اور جلسہ بے انتہا برکتوں کے ساتھ شروع بھی ہو اور اختتام پذیر بھی ہو۔

دوسرے اس جمعہ کے خطبہ میں جو عموماً جلسہ سے ایک ہفتہ پہلے ہوتا ہے، مَیں ڈیوٹیاں دینے والے مردوں، عورتوں، بچوں کو ان کے فرائض اور ذمہ داریوں کی طرف توجہ دلاتا ہوں۔اس سلسلے میں آج بھی چند باتیں کہوں گا۔اللہ تعالیٰ کے فضل سے جلسہ کی ڈیوٹیوں میں اب ڈیوٹیاں دینے والے تمام مرد و زن کارکنان اور کارکنات کافی تربیت یافتہ اور پختہ ہو چکے ہیں۔ جہاں تک ہر شعبے کے کارکنان کا اپنے اپنے شعبہ کے بارہ میں علم اور ذمہ داریوں کے جاننے کا تعلق ہے، اس میں کوئی شک نہیں کہ آپ میں سے اکثریت اس سے بخوبی واقف ہے۔لیکن کاموں میں مزید بہتری پیدا کرنے کے لئے، ذمہ داری کے احساس کو مزید اجاگر کرنے کے لئے یاددہانی کی ضرورت ہوتی ہے اور یہ قرآنی حکم بھی ہے کہ نصیحت اور یاددہانی یقیناً مومنوں کو فائدہ دیتی ہے۔قرآنِ کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے، فَاِنَّ الذِّکْرَ تَنْفَعُ الْمُؤْمِنِیْنَ (الذاریت: 56)۔پس یاد دلانا مومنوں کو نفع بخشتا ہے۔نئے بچے جو اِن ڈیوٹیوں میں شامل ہو رہے ہیں اسی طرح بعض نوجوان بھی جن کو پہلی مرتبہ موقع مل رہا ہے، یا اپنی ڈیوٹی کی اہمیت کا ان کو پوری طرح احساس نہیں ہے ان کے سامنے بھی ڈیوٹیوں کی اہمیت بیان کرنا ضروری ہے۔یہ ڈیوٹی جو جلسے کے کاموں کی بجا آوری کے لئے لگائی جاتی ہے، کوئی معمولی ڈیوٹی نہیں ہے۔جلسہ کے مہمانوں کی خدمت کے لئے بڑے اور بچے اپنے آپ کو پیش کرتے ہیں اور جلسہ کے مہمان وہ مہمان ہیں جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے اپنی روحانی سیری کے لئے جلسہ میں شامل ہوتے ہیں۔شاید کچھ لوگ غیر سنجیدہ بھی ہوں اور وقت گزارنے کے لئے آتے ہوں لیکن اس بات کو ہم عموم پر محمول کر کے اپنی ذمہ داریوں سے بری الذمہ نہیں ہو سکتے۔

ان آنے والے مہمانوں کی بھی مختلف قسمیں ہیں۔ایک تو وہ مہمان ہیں جو UK کے رہنے والے ہیں اور جلسہ کے دنوں میں اپنے ٹینٹوں میں، خیموں میں یا جماعتی انتظام کے تحت رہائش رکھتے ہیں اور تین دنوں میں جلسہ کے تمام شعبہ جات سے ان کا واسطہ پڑتا رہتا ہے یا اکثر شعبہ جات سے واسطہ پڑتا ہے۔اس لئے ہر شعبہ کے کارکن کو ان سے اپنے اخلاق کا اعلیٰ نمونہ دکھانا ہے۔یہ نہیں کہ یہ UK کے رہنے والے ہیں یا کسی کے ساتھ کسی ڈیوٹی والے کارکن کی پہلے سے کوئی ناراضگی یا بدمزگی ہے تو اس کی مہمان نوازی کا حق ادا نہ کیا جائے۔اگر اس طرح کی حالت کسی میں پیدا ہوتی ہے تو وہ اپنی ڈیوٹی سے خیانت کر رہا ہوگا۔تو پہلی بات تو یہ کہ اپنی تمام تر رنجشوں کو بھول کر اپنے فرائض کی ادائیگی کرنا سب سے مقدم سمجھیں۔اگر پھر بھی کسی کارکن کو کسی خاص شخص کے بارہ میں دل میں کوئی انقباض ہے جس کی وجہ سے وہ سمجھتا ہے کہ اس کی مہمان نوازی کا حق ادا نہیں کر سکتا تو پھر اپنے ساتھ والے کارکن سے کہہ کر اس مہمان کی ضروریات کا خیال رکھوائیں۔

پھر دوسری قسم UK کے رہنے والے مہمانوں کی ہی ہے، جو روزانہ جلسہ سننے کے لئے آتے ہیں اور ایک یا دو دفعہ کھانا بھی جلسہ میں کھاتے ہیں۔ اسی نظام کے تحت، نظامت مہمان نوازی کے تحت، حدیقۃ المہدی میں یا اسلام آباد میں کھانا کھا رہے ہوتے ہیں۔ان کا خیال رکھنا اور انہیں کھانا مہیا کرنا اس شعبہ کی ذمہ داری ہے۔گذشتہ سالوں میں بعض جگہوں سے شکایات آتی رہی ہیں کہ نہ صرف یہ کہ کھانا نہیں مہیا کیا گیا، بلکہ کارکن کا رویہ بھی اچھا نہیں تھا۔گو اس میں بعد تحقیق یہی ظاہر ہوا کہ کارکن کی اتنی غلطی نہیں تھی کیونکہ ان جگہوں پر جہاں وہ مطالبہ کیا جا رہا تھا کھانے کا انتظام ہی نہیں تھا۔لیکن بہرحال اگر کسی وجہ سے انتظام نہیں ہے، تو بڑے آرام سے، پیار سے مہمان کو سمجھا دیں۔

اسی طرح پارکنگ والے اور ٹریفک کنٹرول والے ہیں اور سکیورٹی والے کارکنان ہیں۔ان کو بھی مہمانوں سے بات چیت کرتے ہوئے اعلیٰ اخلاق کا مظاہرہ کرنا ہوگا۔یہ جو مَیں نے شکایت کی بات کی ہے، یہ کوئی عموم نہیں ہے، ایک آدھ واقعہ میں ایسا ہوتا ہے لیکن پورے نظام کے لئے بعض دفعہ تکلیف دہ بن جاتا ہے۔عمومی طور پر تو بڑے حوصلہ سے اور تحمل سے کارکنان بعض لوگوں کی زیادتیاں بھی برداشت کر جاتے ہیں۔

پھر تیسری قسم ہے ان مہمانوں کی جو یورپ کے مختلف ممالک سے آئے ہوئے ہیں یا آئیں گے۔ بعض تو جماعتی نظام کے تحت اجتماعی قیام گاہوں میں ٹھہرتے ہیں۔بعض کے اپنے رہائش کے انتظام ہیں۔ لیکن UK سے باہر ہونے کی وجہ سے ان کی توقعات کچھ زیادہ ہوتی ہیں۔ یہ ٹھیک ہے کہ چند ایک ان میں سے غلط مطالبات بھی کر جاتے ہیں۔لیکن کارکنان اپنی پوری کوشش کریں کہ کسی کو شکایت کا موقع نہ ملے۔

پھر ایک قسم ان مہمانوں کی ہے جو پاکستان، ہندوستان اور افریقہ وغیرہ کے ممالک سے آئے ہیں۔افریقن ممالک کے احمدی مہمانوں اور اسی طرح بعض امریکہ کے مہمانوں کو بھی تبشیر کا شعبہ مہمان نوازی کافی حد تک سنبھال لیتا ہے۔لیکن پھر بھی عام شعبہ جات سے ان کا واسطہ پڑتا رہتا ہے۔اس لئے ان کے احساسات کا بھی مکمل خیال رکھنے کی ضرورت ہے۔

جہاں تک پاکستان اور ہندوستان، بنگلہ دیش وغیرہ کے مہمان ہیں یہ لوگ اپنی غربت کے باوجود خلافت سے دُوری کی پیاس بجھانے کے لئے آتے ہیں اور پاکستان کے احمدی تو خاص طور پر آج کل مظلومیت کی انتہا کو پہنچے ہوئے ہیں۔اس قسم کے مہمانوں کے ساتھ بھی بہت زیادہ حسنِ سلوک کی ضرورت ہے۔بعض ان میں سے ایسے بھی ہیں جن کو زبان کا بھی مسئلہ ہوتا ہے اس لئے جہاں بھی ان کو مدد کی ضرورت ہو، کارکنات اور کارکنان، ان کی خدمت پر کمربستہ رہیں۔اگر کسی کارکن سے کوئی بھی مہمان کسی بات کی درخواست کریں اور وہ شخص جس سے مدد کی درخواست کی جا رہی ہے اگر اس کا وہ شعبہ نہیں بھی ہے، تب بھی

مہمان کو روکھا جواب دینے کی بجائے ان کی رہنمائی کر دیں۔ عموماً تو پاکستانی احمدیوں کے کوئی نہ کوئی عزیز یہاں ہیں جو ان کی مدد کرتے ہیں، لیکن جن کے نہیں ہیں وہ بعض اوقات پریشان ہو جاتے ہیں۔ گو کہ گزشتہ دو تین سال سے یہ لوگ جو جلسہ کے دنوں کے علاوہ بھی یہاں رہتے ہیں کیونکہ دور سے آئے ہوتے ہیں اس لئے تین دن کے علاوہ بھی اللہ تعالیٰ کے فضل سے ان کی مہمان نوازی چل رہی ہوتی ہے، ان کی رہائش اور مہمان نوازی کا اچھا انتظام ہوتا ہے۔ لیکن جیسا کہ مَیں نے کہا یاد دہانی بھی ضروری ہے۔ اور اسی ضمن میں مَیں ان لوگوں کو بھی توجہ دلانا چاہتا ہوں جن کے عزیز پاکستان سے ان کے ہاں مہمان آئے ہوئے ہیں۔ کہ یہ صرف جلسہ کے انتظام ہی کا کام نہیں ہے کہ مہمانوں کو سنبھالیں بلکہ آپ لوگوں کا بھی کام ہے کہ اپنے عزیزوں کی مہمان نوازی کا حق ادا کریں۔

پھر ایک قسم ان غیر از جماعت غیر مسلم اور مسلمان مہمانوں کی ہے جو جماعتی انتظام کے تحت آتے ہیں۔ جہاں تک اِن مہمانوں کی مہمان نوازی کا تعلق ہے ایک خاص انتظام کے تحت یہ مہمان نوازی ہوتی ہے۔ لیکن یہ لوگ عمومی طور پر ہمارے کارکنوں کو کام کرتے ہوئے بھی بڑے غور سے دیکھتے ہیں۔ ان کے رویّہ کو بھی نوٹ کر رہے ہوتے ہیں۔ ان کے کام کے طریق اور اخلاق کو نوٹ کر رہے ہوتے ہیں۔ عموماً ہر سال یہ لوگ کارکن اور کارکنات کے اخلاق کو دیکھ کر بہت متاثر ہو جاتے ہیں۔ اب تو جرمنی میں بھی غیر ملکی مہمانوں کی کافی تعداد آنے لگ گئی ہے اور وہ بھی کارکنوں کے اخلاق سے متأثر ہوتے ہیں اور اس سال اکثر مہمانوں نے جو غیر تھے وہاں میرے سامنے اس بات کا اظہار کیا۔ بہر حال یہ جو جماعت احمدیہ کے کارکنان کا ہر جگہ مزاج بن چکا ہے کہ اعلیٰ اخلاق دکھانے ہیں، اگر کسی مہمان کا نہ بھی کسی سے براہِ راست واسطہ ہو، تب بھی جیسا کہ مَیں نے کہا ان کے کام کے طریق، محنت، شوق اور اخلاق مہمانوں کو متاثر کرتے ہیں۔ گویا کہ یہ کارکنان علاوہ اپنی ڈیوٹیوں کے ایک خاموش مبلغ کا کردار ادا کر رہے ہوتے ہیں اور دوہرا ثواب کما رہے ہوتے ہیں۔ ایک حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کے مہمانوں کی خدمت کر کے اور دوسرے غیروں پر احمدیت اور حقیقی اسلام کی تصویر پیش کر کے، جس سے کئی نیک فطرت جو ہیں وہ حق کو شناخت کر لیتے ہیں اور اپنی دنیا و آخرت سنوارتے ہیں۔ پس یہ جلسہ کی ڈیوٹیاں ہر کارکن اور کارکنہ کے لئے اللہ تعالیٰ کی خوشنودی حاصل کرنے کا ذریعہ ہیں۔ اللہ تعالیٰ سب کو اپنے فرائض احسن رنگ میں بجالانے کی توفیق عطا فرمائے۔

اس سال سکیورٹی کے ضمن میں بھی مَیں خاص طور پر توجہ دلانا چاہتا ہوں۔ گزشتہ سال سے خاص طور پر اس شعبے میں بہت بہتری پیدا ہوئی ہے اور وسعت بھی پیدا ہوئی ہے۔ لیکن اس سال خاص طور پر اس میں معمولی سے سقم اور کمی کو بھی نظر انداز نہیں کرنا چاہئے۔ اور جو بھی انتظام ہے، ان کو اپنی باریکی میں جا کر اس کا خیال رکھنا چاہئے۔ جماعت کی طرف سے جو کارڈ ایشو ہوئے ہیں ان کی مکمل تسلی کرنی چاہئے۔ ہر ایک کو چاہے وہ واقف ہی ہو، جو بھی سکین وغیرہ کرنے کا، چیک کرنے کا طریقہ کار ہے اس پر پورا عمل ہونا چاہئے۔ کسی کی چند لمحوں کی معمولی ناراضگی برداشت کر لیں لیکن فرائض میں کوتاہی نہیں ہونی چاہئے۔ اس تعلق میں اس سال مَیں جرمنی کی مثال دے رہا ہوں۔

جرمنی کے جلسہ سالانہ پر بہت اچھا انتظام تھا اور کافی تعداد میں گیٹ ہونے کی وجہ سے کوئی دقت بھی پیش نہیں آئی۔ ہر ایک کارڈ کی معلومات، جب سکین ہوتا تھا بمعہ تصویر اور اس کے ذیلی تنظیم سے تعلق، عمر وغیرہ وہ سب سامنے آ جاتا تھا۔ بہر حال اس سال مجموعی طور پر جلسہ جرمنی کے اعلیٰ انتظامات کے علاوہ ان کا سکیورٹی کا انتظام اور چیکنگ کا انتظام بھی بہت قابلِ تعریف تھا۔ اللہ تعالیٰ ان تمام احمدی نوجوانوں کو جزا دے اور ان کے ذہنوں کو مزید جِلا بخشے جنہوں نے بڑی محنت سے یہ سسٹم ترتیب دیا تھا۔ عموماً مَیں جرمنی کے جلسہ کے بعد ان کے کارکنان کی خدمات اور خوبیوں کا ذکر کر دیا کرتا ہوں۔ اس سال کیونکہ موقع نہیں پیدا ہو سکا تو آج مَیں نے سوچا کہ مختصر ذکر کر دوں۔ بہر حال جلسہ کے دنوں میں گیٹس پر چیکنگ اور سکیورٹی کے نظام کے شعبے کو یہاں بھی جلسہ گاہ میں بھی اور اَور جگہوں میں بھی، قیامگاہوں میں بھی بہت زیادہ ہوشیار ہو کر کام کرنے کی ضرورت ہے۔ اور ہر جگہ صرف نوعمر لڑکے ہی مقرر نہ کر دیئے جائیں بلکہ ان کے ساتھ ان کے پختہ ذہن کے جو افسران ہیں، یا نائبین ہیں وہ بھی ہونے چاہئیں۔

لیکن سب سے بڑھ کر یہ بات یاد رکھیں، جیسا کہ مَیں نے شروع میں ہی کہہ دیا ہے کہ ہمارا اصل انحصار خدا تعالیٰ کی ذات پر ہے۔ اس لئے کوئی بھی لمحہ دعاؤں سے خالی نہ جانے دیں۔ ڈیوٹی کے دوران بھی دعائیں کرتے رہیں۔

سکیورٹی کے ضمن میں یہ بات بھی یاد رکھیں کہ عارضی قیام گاہیں جو اجتماعی طور پر حدیقۃ المہدی میں یا اسلام آباد میں مارکیوں میں بنائی جاتی ہیں، یا مستقل۔ (مستقل سے مراد ہے جو مسجد بیت الفتوح میں یا اور جگہ کہیں بھی)۔ اسی طرح انفرادی خیموں کی قیام گاہیں ہیں جو لوگ خود بھی لگاتے ہیں۔ خاص طور پر جو حدیقۃ المہدی اور اسلام آباد میں ہیں ان میں بعض دفعہ چوری کے اکّا دکّا واقعات ہو جاتے ہیں۔ اس لئے حفاظت کے انتظام کو خاص طور پر اس انتظام پر نظر رکھنے کی ضرورت ہے۔ اگر کوئی چوری کے لئے اندر آ سکتا ہے تو اور نقصان بھی پہنچا سکتا ہے، اس کو ہمیشہ یاد رکھیں۔ اس لئے قطع نظر اس کے کہ لوگوں کو آپ نے کہہ دیا کہ اپنا قیمتی سامان ساتھ لے جاؤ اور لوگ لے جاتے ہیں لیکن پھر بھی آپ نے حفاظت اور پہرے کے کام کو پوری طرح اور ذمہ داری سے اسی طرح بجالانا ہے اور گہری نظر رکھتے ہوئے یہ کام کرنا ہے۔ کسی بھی قسم کی سستی یا لاپرواہی سے کام نہیں لینا ہے۔ صرف چوری ہی نہیں بلکہ اور وجوہات کی وجہ سے بھی توجہ اور Vigilance کی ضرورت ہے اور پھر سکیورٹی والوں کو ہمیشہ پُر اعتماد رہنے کی بھی ضرورت ہوتی ہے۔ کبھی کسی صورت میں بھی panic ہونے کی ضرورت نہیں۔

اسی طرح دوسری ڈیوٹی والے ہیں۔ بعض دفعہ کھانے کے اوقات میں کھانے کی کمی اور مہمانوں کا رش ہو جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے عموماً ایسا نہیں ہوتا ہے۔ لیکن کیونکہ کھانا اور جگہ پک رہا ہوتا ہے اور جلسہ کے دنوں میں کھلایا اَور جگہ جاتا ہے۔ اس لئے اگر دیر ہو جائے تو تحمل سے مہمانوں کی تسلی کروایا کریں۔

اسی طرح ٹرانسپورٹ ہے، جلسہ کے آنے اور جانے کے اوقات میں بسوں اور ٹرینوں پر رش ہو جاتا ہے۔ کارکنان تحمل سے رہتے ہوئے اپنے فرائض بھی ادا کریں اور مہمانوں کو بھی صبر اور حوصلہ دلائیں۔ یہ وقتی دِقّت ہے، مشکل کا سامنا ہونا چاہئے۔ مہمانوں کو حوصلہ دلائیں۔ ان کو تلقین کریں۔ غصہ میں آنے کی ضرورت نہیں ہے۔

پھر اسی طرح اور شعبہ جات ہیں۔ پانی کا شعبہ ہے، اس میں کمی بیشی ہو جاتی ہے۔ گرمی آج کل زیادہ ہے، پانی کی ضرورت بھی زیادہ ہوتی ہے۔ اگر موسم اچھا ہو تو ضرورت نہیں ہوتی لیکن اب تو یہاں بھی گرمی ہونے لگ گئی ہے اس لئے یہ بھی بڑا اہم شعبہ ہو گیا ہے۔ علاوہ پینے کے پانی کے ٹائیلٹس وغیرہ میں غسل خانوں میں پانی کی ضرورت ہوتی ہے۔ تو یہ سب شعبے ایسے ہیں جہاں باوجود کارکنان کے تجربہ کار ہونے کے مہمانوں کی بے حوصلگی کی وجہ سے بعض دفعہ افراتفری کی صورت پیدا ہو جاتی ہے۔ اس لئے جہاں کارکنان کو اپنی حالت کو صحیح رکھنے کی ضرورت ہوتی ہے وہاں مہمانوں کو بھی تحمل کے ساتھ صحیح رہنمائی کرنے کی ضرورت ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ احسن رنگ میں سب کو اپنے فرائض ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

مہمان نوازی ایک تو ویسے بھی ایک مومن کا طرّہ امتیاز ہے۔ اور جو مہمان خالص دینی غرض سے آ رہے ہوں اور جن کو زمانہ کے امام نے اپنا مہمان کہا ہو، ان کی مہمان نوازی تو خاص طور پر بہت برکتیں لئے ہوئے ہے اور اس وجہ سے خاص توجہ چاہتی ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کے مہمان جیسا کہ مَیں نے کہا دینی غرض کے لئے آتے ہیں۔ اور دینی غرض کیا ہے؟ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوئے ہوئے دین کا زیادہ سے زیادہ علم حاصل کر کے اپنی زندگیوں میں پاک تبدیلیاں پیدا کریں اور خدا تعالیٰ کا مقرب بننے کی کوشش کریں۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس غرض کے لئے آئے ہوئے مہمانوں کی مہمان نوازی کس طرح فرمایا کرتے تھے؟ اس کی بے شمار مثالیں ہیں۔ کبھی ہم دیکھتے ہیں کہ مہمان آ گیا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے گھر میں پیغام بھیجتے ہیں، اپنی ہر بیوی کے گھر پیغامبر کو بھجواتے ہیں کہ آج میرا مہمان آ گیا ہے، اس کے کھانے کا بندوبست کرو۔ لیکن ہر بیوی کے گھر سے جواب ملتا ہے کہ آج تو ہمارا صرف پانی پر گزارا ہے، کھانے کی کوئی چیز نہیں۔ اب دیکھیں یہاں، آپ کی بیویوں کے بھی صبر اور شکر کے انتہائی مقام کا پتہ چلتا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی قوتِ قدسی کی وجہ سے کوئی واویلا نہیں۔ کوئی ہلکا سا احساس بھی نہیں دلایا جا رہا کہ آپ کے گھر والے بھوکے ہیں۔ گویا اس حالت کا بھی پتہ چلتا ہے تو مہمان کے آنے کی وجہ سے پتہ چل رہا ہے۔ تو بہر حال اس مہمان کو پھر ایک صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم اپنے ساتھ لے جاتے ہیں، اور وہ بھی کوئی امیر آدمی نہیں ہیں۔ ان کے گھر میں بھی صرف بچوں کے لئے خوراک ہے۔ وہ بچوں کو تو کسی طرح سلا دیتے ہیں، اور کھانا مہمان کے سامنے رکھ دیتے ہیں۔ اور خود چراغ بجھا کر اندھیرے میں اس طرح ظاہر کرتے ہیں، منہ چلا رہے ہیں، تا کہ مہمان کو بھی پتہ نہ چلے کہ وہ گھر والے بھی ساتھ کھانا کھا رہے ہیں کہ نہیں؟ اس کو احساس نہ ہو کہ گھر والے میرے ساتھ کیوں شامل نہیں ہو رہے۔ اور پھر اللہ تعالیٰ کے پیار کی نظر بھی دیکھیں اپنے بندوں کے اس فعل پر کس طرح پڑتی ہے؟ کہ اس کی خبر اللہ تعالیٰ اپنے پیارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو دیتا ہے کہ اس مومن مرد اور مومن عورت کے عمل نے رات مجھے ہنسا دیا اور جس مومن کے فعل سے اللہ تعالیٰ خوش ہو جائے اس کو تو دونوں جہان کی نعمتیں مل گئیں۔ اس کے لئے ایک وقت کے کھانے کی قربانی کی کیا حیثیت ہے۔

(بخاری کتاب المناقب باب ویؤثرون علیٰ انفسھم ولوکان بھم خصاصۃ ،حدیث نمبر3798)

کبھی ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مہمان نوازی کا یہ انداز بھی دیکھتے ہیں کہ ایک یہودی جو

THOMPSON & CO SOLICITORS
New Office in Morden
Consult us for your legal requirements
such as Immigration & Nationality, Conveyancing , Personal Injury,
Family & Ancillary Proceedings,Wills & Probate, Criminal Litigation .
Contact: Anas A.Khan, John Thompson ,
Naeem Khan, David Brocklesby (Member of Family Law Panel) & David Wilson.
Head Office: 1st floor 48 Tooting High Street London SW17 0RG Tel:020 8767 5005
Branch Office :14-16 Mitcham Road, SW17 9NA Tel: 020 8682 4040
Morden Branch:164 Kenley Road - Morden SW19 3DL Tel: 020 8545 0697
Mobile: 07702896350 -- 24hrs Crime Line: 07533667921

بستر گندا کر کے چلا جاتا ہے، تو آپ خود اس کی صفائی کر رہے ہیں اور صحابہؓ کے کہنے پر کہ اے ہمارے پیارے! ہمارے ماں باپ آپ پر فدا ہوں ہمیں یہ کام کرنے دیں، تو آپ کہتے ہیں: نہیں، وہ مہمان میرا تھا اس لئے مَیں یہ کام خود کر رہا ہوں۔ پس مجھے یہ کام کرنے دو۔

پھر حضرت ابو ہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے ہمیں نصیحت کرتے ہوئے ایک مومن جو اللہ اور یومِ آخرت پر یقین رکھتا ہے، اس کی تین نشانیاں بتائی ہیں۔ پہلی بات یہ کہ عمدہ اخلاق کے حامل بن کر ہمیشہ منہ سے اچھی بات نکالو۔ کسی کے لئے کسی قسم کی دل آزاری کی بات تمہارے منہ سے نہ نکلے۔ کیونکہ بد اخلاقی ہمارے ایمان کو بھی داغدار کر دیتی ہے۔ پس یا تو تم اچھی بات کہو یا خاموش رہو۔ اس سے جہاں تم خدا تعالیٰ کی خوشنودی حاصل کرنے والے بنو گے اور ایمان کی مضبوطی حاصل کرنے والے بنو گے وہاں معاشرے کے امن کی ضمانت بھی بن جاؤ گے۔

دوسری بات اللہ تعالیٰ اور آخرت پر ایمان لانے والے کے لئے یہ ضروری ہے کہ اپنے پڑوس کی عزت کرو۔ اور پڑوسی کے حق کے لئے اللہ تعالیٰ نے ہمیں بڑے واضح حکم دیئے ہیں، اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مومنین کو بھی یہی بتایا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کثرت سے پڑوسی سے حسنِ سلوک کرنے اور تعلق رکھنے اور اس کا حق ادا کرنے کا فرمایا ہے کہ مجھے خیال ہوا کہ شاید پڑوسی وراثت میں بھی حق دار نہ بن جائے اور اس کو حصہ دار نہ بنا دیا جائے۔ تو اللہ تعالیٰ نے پڑوسی صرف مستقل پڑوسی، گھروں کے ہمسایوں کو نہیں کہا بلکہ عارضی پڑوسیوں کا بھی ذکر ہے، اس کا بھی حق ادا کرنے کا ذکر ہے۔ کچھ وقت کے لئے جو ساتھ بیٹھ گیا ہے وہ بھی ہمسائے کے زمرے میں آتا ہے اور اس کا بھی حق ادا کرنے کا ذکر ہے اور یہاں تو ہم اپنے دینی بھائیوں کا حق ادا کر رہے ہیں۔ ان کا حق ہم نے ادا کرنا ہے، جو ان چند دنوں کی ہمسائیگی کے علاوہ بھی اپنا حق رکھتے ہیں۔

پھر ایک مومن کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تیسری نشانی یہ بتائی ہے کہ وہ مہمان کا احترام کرتا ہے۔ پس مہمان نوازی بھی ایمان میں مضبوطی اور اس کے اظہار کے لئے ضروری ہے اور اللہ تعالیٰ کے قرب کو پانے کا ذریعہ ہے۔ (صحیح مسلم، کتاب الایمان باب الحث علی اکرام الجار، حدیث نمبر 47)

جیسا کہ مَیں نے بتایا کہ اللہ تعالیٰ نے اس مومنہ اور مومن کے عمل کو کس قدر خوشی سے دیکھا تھا۔ کتنا خوشی کا اظہار کیا تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی اس خوشی میں شامل فرمایا۔ انہوں نے اپنی بھوک تو ایک طرف رہی، بچوں کی بھوک کو بھی مہمان کی مہمان نوازی پر ترجیح دی۔ یہ نہیں کہا گیا کہ تم بچوں کیلئے کچھ رکھ لیتے، بلکہ اپنے آپ کو اور بچوں کو تکلیف میں ڈال کر مہمان نوازی کرنے پر اللہ تعالیٰ نے خوشنودی کی ایک سند عطا فرما دی کہ یہی حقیقی مومن ہیں جو اللہ تعالیٰ اور یومِ آخرت پر یقین رکھتے ہیں۔ ہم نے تو یہاں صرف وقت اور جذبات کی تھوڑی سی قربانی دینی ہے، جو بھی ہم ان کی تھوڑی بہت خدمت کرتے ہیں۔

یہی اصول آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے غلامِ صادق اور عاشقِ صادق نے آپؐ کی محبت اور پیروی میں اپنایا تھا کہ خدا تعالیٰ کی محبت کو سب سے بڑھ کر حاصل کرنے والے بنیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مہمان نوازی کوئی عارضی اور وقتی اور چند دنوں کی مہمان نوازی نہیں تھی بلکہ کثرت سے اور مستقل مہمان نوازی تھی۔ اور آپ اس کا ہمیشہ حق ادا فرماتے تھے۔ لیکن پھر بھی اللہ تعالیٰ نے آپ کو اس بارہ میں فرمایا کہ وَلَا تُصَعِّرْ لِخَلْقِ اللّٰهِ وَلَا تَسْئَمْ مِنَ النَّاس۔ اور جو لوگ تیرے پاس آئیں گے تجھے چاہئے کہ ان سے بدخلقی نہ کر اور ان کی کثرت کو دیکھ کر تھک نہ جانا۔

(تذکرہ، صفحہ 197 ایڈیشن چہارم)

باوجود اس کے کہ آپ مہمان نوازی کی انتہا کرتے تھے اور ابتداء میں ہی اللہ تعالیٰ نے آپ کو لوگوں کے آنے کی خبر دے دی تھی۔ آپ کو اللہ تعالیٰ نے الہام کر کے مختلف موقعوں پر بار بار جو اس طرف توجہ دلائی ہے اس کا ذکر ہے۔ وہ اس لئے بھی ہے کہ یہ کثرت تو اب بڑھتی جانی ہے۔ اس لئے آپ کے بعد خلافت کے نظام نے خلیفہ وقت نے اور نظامِ جماعت نے بھی اس اصل کو سامنے رکھنا ہے، اس تعلیم کو سامنے رکھنا ہے اور مہمان نوازی کے اس اہم کام کو بھولنا نہیں ہے۔ پس یہ اہم کام جو ہمارے ذمّہ ہے اور یہ اہم وصف ہے جو ہم میں سے خاص طور پر ہر اس شخص نے اپنانا ہے جس کو خدا تعالیٰ نے مہمانوں کی خدمت کی توفیق دی ہے یا جو اپنے آپ کو مہمانوں کی خدمت کے لئے پیش کرتا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مہمان نوازی کو صحابہ نے کس طرح دیکھا اور ہم تک پہنچایا۔ کس طرز پر آپ مہمان نوازی فرمایا کرتے تھے۔ آپ کی مہمان نوازی کے طریق کیا تھے؟

حضرت شیخ یعقوب علی صاحب عرفانیؓ نے اپنی ایک کتاب میں اس بارہ میں کچھ لکھا ہے۔ جو کچھ باتیں انہوں نے نوٹ کیں، محسوس کیں اور ہم تک پہنچائیں، وہ اپنے الفاظ میں بیان کرتا ہوں۔

ایک تو یہ بتایا کہ آپ مہمانوں کے آنے پر بہت خوش ہوتے تھے۔ اور کارکنانِ لنگر خانہ کو ہدایت تھی کہ ان کے آرام کی ہر ممکن کوشش کی جائے۔ مہمانوں کی آمد سے، ان کے آنے پر آپ کو اطلاع دی جائے۔ ان مہمانوں کے علاقوں کے لحاظ سے ان کی خوراک کا بھی خیال رکھا جائے۔ اور اس کا خوراک کا خیال رکھنے کا مقصد کیا تھا، ۔ فرمایا کرتے تھے کہ اگر ان کی صحت ہی ٹھیک نہ رہے تو وہ لوگ دین کیا سیکھیں گے؟ مہمان کے لئے آپ چاہتے تھے کہ مہمان اگر غیر ہے تو اس کو زیادہ دن روک کر احمدیت یعنی حقیقی اسلام کا پیغام پہنچایا جائے۔ پھر یہ کہ مہمان سے تکلّف کا برتاؤ نہیں ہوتا تھا۔ فرمایا کرتے تھے کہ مہمان بھی بے تکلفی سے اپنی ضروریات کا اظہار کر دیا کرے۔ اور بے تکلفی میں بھی مہمان کی عزت اور تکریم کا پورا خیال رکھا جاتا تھا اور خدام کو یہ ہدایت فرماتے تھے۔

(سیرت حضرت مسیح موعودؑ جلد اول صفحہ 141 از حضرت شیخ یعقوب علی عرفانی صاحبؓ)

پھر آپ کی ایک خصوصیت تھی کہ مہمانوں کے آرام کے لئے ہر قسم کی قربانی فرماتے تھے۔ حضرت مولوی عبدالکریم صاحب اپنا واقعہ بیان کرتے ہیں کہ حضور علیہ السلام کے گھر کے لوگ لدھیانہ گئے ہوئے تھے، جون کا مہینہ تھا اور جون کا مہینہ پنجاب میں بڑا سخت گرمی کا مہینہ ہوتا ہے۔ اس وقت ایک مکان یا مکان کا ایک حصہ نیا نیا بنا تھا تو مولوی صاحب کہتے ہیں وہاں ایک چارپائی پڑی ہوئی تھی۔ اس میں موسم بھی، نسبتاً ذرا بہتر ہوتا ہے کیونکہ پانی وغیرہ کے استعمال کی وجہ سے، نئی اینٹوں کی وجہ سے اس میں کچھ نہ کچھ ٹھنڈک ہوتی ہے۔ جن لوگوں کو یہ سہولتیں یہاں میسر ہیں اور موسم بھی اچھا ہے ان کو وہ اندازہ نہیں ہو سکتا۔ لیکن وہاں کے رہنے والے جو ہیں، پرانے لوگ جو آئے ہوئے ہیں، وہ صحیح اندازہ کر سکتے ہیں کہ گرمیوں میں نیا بنا ہوا مکان کتنا آرام دہ لگتا ہے۔ تو بہرحال مولوی صاحب فرماتے ہیں کہ وہاں چارپائی بچھی ہوئی تھی مَیں بھی اس پر لیٹ گیا۔ اس وقت حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ٹہل رہے تھے۔ تو مولوی صاحب کہتے ہیں کہ لیٹنے کے تھوڑی دیر بعد میری آنکھ لگ گئی۔ جب میری آنکھ کھلی تو مَیں نے دیکھا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرش پر میری چارپائی کے نیچے لیٹے ہوئے ہیں۔ مولوی صاحب کہتے ہیں کہ یہ دیکھ کر مَیں گھبرا کر اٹھ بیٹھا۔ آپ نے فرمایا کیا ہوا؟ آپ کیوں اس طرح اٹھ بیٹھے ہیں؟ تو مَیں نے عرض کی کہ حضور نیچے لیٹے ہوئے ہیں، یہ کس طرح ہو سکتا ہے کہ مَیں اوپر چارپائی پر سو جاؤں۔ تو آپ نے مسکرا کر فرمایا کہ مَیں تو آپ کا پہرہ دے رہا تھا کہ لڑکے شور کرتے تھے، انہیں روکتا تھا کہ آپ کی نیند میں خلل نہ ہو۔ تو یہ محبت ہے جو مہمان نوازی سے بہت بڑھ کر ہے۔ جو صرف ماں باپ میں ہی شاید دیکھی جاتی ہے۔ بلکہ نہیں، یہ تو ماں باپ سے بڑھ کر محبت ہے۔ اور یہ تو اللہ تعالیٰ کے نبی کا ہی حصہ ہو سکتا ہے۔ لیکن ہم جو اس کام پر مامور کئے گئے ہیں، ہمیں یہ ذمہ داری لگائی گئی ہے کہ مہمانوں کی خدمت کرو۔ انہیں اس کا کچھ نہ کچھ حصہ تو بہرحال اپنانا چاہئے۔ لینا چاہئے، نمونہ دکھانا چاہئے۔

(سیرت حضرت مسیح موعودؑ جلد اول صفحہ 156 از حضرت شیخ یعقوب علی عرفانی صاحبؓ)

پھر آپ کی یہ خصوصیت تھی کہ مہمان کے مقام اور مرتبہ کا خیال فرمایا کرتے تھے لیکن عمومی مہمان نوازی ہر ایک کی ایک طرح ہی ہوتی تھی۔ یہاں بھی ہمارے غیر از جماعت اور غیر مسلم مہمان آتے ہیں۔ بعض ملکوں کی حکومتوں کے نمائندے ہوتے ہیں یا اپنی قوم کے لیڈر ہوتے ہیں، جیسے افریقہ کے چیف وغیرہ تو ان کی مہمان نوازی اور خیال رکھنے کی طرف خاص توجہ دینی چاہئے اور دی جاتی ہے۔ اور اس پر کوئی اعتراض کی بھی وجہ نہیں ہے کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا بھی یہی ارشاد ہے کہ قوم کے سرداروں کو مناسب مقام اور مرتبے کے لحاظ سے اعزاز دو۔ لیکن اس میں اعتدال اس لحاظ سے ہونا چاہئے کہ جلسہ کی انتظامیہ اس حوالے سے جو بلا وجہ کئی قسم کی کیٹیگریز بنا لیتی ہے اور اخراجات کو بڑھا لیا جاتا ہے اس پر کنٹرول ہونا چاہئے۔ بعض دفعہ بعض خاص مارکیز اور جگہوں پر کوئی بھی نہیں ہوتا اور وہاں صرف کارکن ہی بیٹھے ہوتے ہیں۔ پھر بعض دفعہ مجھے اطلاعیں ملتی ہیں تو VIP کے نام کا بھی بعض اوقات غلط استعمال شروع ہو گیا ہے یا ہو جاتا ہے۔ تو اس طرف بھی انتظامیہ کو توجہ دینے کی ضرورت ہے۔ بہرحال بے شک خاص مہمانوں کے لئے خاص انتظام کریں لیکن جگہ ایک ہی بنانی چاہئے اور اس میں بھی اعتدال ہو۔

پھر یہ کہ آپ کے دو ہی مقصد ہوتے تھے بلکہ تین کہنے چاہئیں، مہمانوں کی خدمت کے لئے، مہمانوں کو وصول کر کے ان کی مہمان نوازی کے۔ ایک تو یہ کہ مہمان نوازی کا حق تو ادا کرنا ہی ہے وہ تو ایک مومن پر فرض ہے۔ لیکن اس کے علاوہ آپ کے دو مقاصد تھے کہ ایک مہمانوں کی تربیت کریں اور دوسرے تبلیغ۔ پس جلسہ میں متعلقہ شعبہ جات کو اس طرف توجہ دیتے رہنا چاہئے۔ جلسہ کے اوقات میں ڈیوٹی والے جو بھی کارکنان ہیں وہ شامل ہونے والوں کو پیار سے جلسہ کا پروگرام سننے کی طرف توجہ دلائیں۔ جو ادھر ادھر پھر رہے ہوں ان کو نرمی سے سمجھائیں کہ آپ جلسہ گاہ میں چلے جائیں۔ اسی طرح شعبہ تبلیغ کو اپنا کردار ادا کرنا چاہئے۔

پھر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام دوست دشمن کی مہمان نوازی میں بھی فرق نہیں فرماتے

Earlsfield Properties

We will manage your property at 0% commission

Guaranteed rate schemes for 3 & 5 years

Free management Service

Guaranteed vacant possession

175 Merton Road London SW18 5EF

Tel: 020-8265-6000 or 020 8877 - 0762 Fax: 020 8874 9754

تھے۔ کئی مخالفین بھی آتے تھے، لیکن اگر مہمان بن کر آئے ہیں تو خدام کو فرمایا کرتے تھے کہ ان کی مہمان نوازی کرو اور یہ کیونکہ مخالفین میں سے ہیں ہوسکتا ہے کہ بعض ایسی باتیں کر جائیں جو تمہاری دل شکنی کا باعث ہوں، لیکن تم لوگوں نے خاموش رہنا ہے، ان کو جواب نہیں دینا۔ ایسے کئی واقعات ہیں۔ مثلاً ایک مولوی عبدالحکیم نصیر آبادی بڑا مخالف تھا اس کی مہمان نوازی کا آپ نے حکم دیا۔ وہاں اپنے لنگر میں یا اس علاقہ میں تو نہیں ٹھہرایا، باہر نواب صاحب نے ایک نیا مکان بنوایا تھا، اس کو وہاں اس کے کمرے میں ٹھہرایا تا کہ احتیاط کے تقاضے بھی پورے ہوں لیکن خدام کو مہمان نوازی کا حق بھی ادا کرنے کی تلقین فرمائی۔ اور یہ بھی فرمایا کہ کسی قسم کی بات نہیں کرنی۔ وہ کسی مباحثہ کے سلسلے میں آیا تھا۔ لیکن پھر وہ اس کے بغیر ہی چلا گیا۔

(سیرت حضرت مسیح موعودؑ جلد اول ص:161-160 از حضرت شیخ یعقوب علی عرفانی صاحبؓ)

پھر اسی طرح ایک بغدادی مولوی کے نام سے مشہور تھا اس کا قصہ ہے۔ وہ گالیاں نکالنے میں بھی شیر تھا کیونکہ یہ مولوی جو ہیں اس کام میں بہت شیر ہوتے ہیں۔ بہرحال وہ خاص طور پر وہابیوں کے بڑا خلاف تھا۔ حضور علیہ السلام نے اس کی مہمان نوازی فرمائی یعنی اس کا حکم دیا۔ کسی نے اس بغدادی مولوی کو کہا کہ جن کی مہمان نوازی سے تم لطف اٹھا رہے ہو اور جن کے سامنے بیٹھ کر وہابیوں کو گالیاں دے رہے ہو، یہ بھی وہابی ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام نے اس بات پر تبصرہ کرتے ہوئے فرمایا کہ گالیاں تو بہت زیادہ دیتا تھا لیکن مَیں نے اسے کبھی احساس نہیں ہونے دیا اور کہنے والے کا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے متعلق یہ کہنا کہ یہ بھی وہابی ہیں، فرمایا کہ ایک لحاظ سے ٹھیک ہے کیونکہ مَیں بھی قرآن شریف کے بعد صحیح احادیث پر عمل کرنا ضروری سمجھتا ہوں۔

(سیرت حضرت مسیح موعودؑ جلد اول صفحہ162-161 از حضرت شیخ یعقوب علی عرفانی صاحبؓ)

بہرحال ایسے کئی واقعات ہیں جن کی تفصیلات ہمارے لٹریچر میں، کتب میں موجود ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق دے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کے اس عمل کو جو آپ علیہ السلام نے اپنے آقا و مطاع حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوہ کو دیکھ کر اپنایا ہم بھی اپنا کر عمل کرنے والے بنیں۔ مہمانوں کا حق ادا کرنے والے بھی ہوں۔

لیکن ساتھ ہی ایک بات مَیں کہنا چاہتا ہوں جیسا کہ پہلے بھی مَیں نے کہا، اپنی آنکھیں کھلی رکھ کر گردو پیش کا جائزہ بھی لیتے رہیں کیونکہ آج کل جماعت کی مخالفت اور دشمنی نے شرارتی عنصر کو ہر قسم کی اخلاقی پابندیوں سے عاری کر دیا ہے۔ اور نہ صرف اخلاقی، بلکہ کسی بھی قسم کی شرارت کی ان سے توقع کی جاسکتی ہے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو احسن رنگ میں اپنی ذمہ داریاں نبھانے کی توفیق عطا فرمائے اور ہر شر سے محفوظ رکھے۔

نمازِ جمعہ کے بعد مَیں ایک جنازہ غائب بھی پڑھاؤں گا جو مکرمہ مبارکہ بیگم صاحبہ اہلیہ صوفی نذیر احمد صاحب کا ہے، جو 14 جولائی 2010ء کو مختصر علالت کے بعد وفات پا گئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ ان کی عمر نواسی (89) سال تھی، آج کل جرمنی میں تھیں۔ آپ بہت دعا گو اور صابر شاکر، صاحبِ رؤیا بزرگ خاتون تھیں۔ خلافت کی بڑی سچی وفادار عاشق تھیں۔ اپنی مرض الموت جو چند دن کی بیماری تھی اس میں بھی میرے متعلق یہی پوچھتی رہتی تھیں کہ ان کا کیا حال ہے؟ اپنی بیماری کی فکر نہیں تھی۔ ہر ایک کے لئے نفع رساں وجود تھیں۔ کسی کو دکھ نہیں دیا بلکہ دوسروں کے دکھوں کو اپنا لیا۔ طبیعت میں قربانی اور ایثار کا بڑا مادہ تھا۔ ایک دفعہ ان کو دعا کے لئے کہہ دیا جائے تو ہمیشہ دعائیں کرتی رہتی تھیں۔ ہمیشہ ہر ایک کی معمولی نیکی کی بھی قدر کی۔ قناعت ان میں بہت زیادہ تھی۔ ایک زیور بنوایا تھا تو وہ مریم شادی فنڈ میں دے دیا۔ پھر وفات سے پہلے ان کے پاس کچھ رقم جمع تھی تو فرمایا کہ یہ بھی بلال فنڈ میں دے دینا۔ مرحومہ نے اپنے دو بھائیوں کی بیویوں کے وفات پا جانے کے بعد اپنے محدود وسائل کے باوجود ان کے بچوں کی تعلیم و تربیت کی۔ ان کے پسماندگان میں دو بیٹیاں اور چار بیٹے ہیں۔ دو بیٹے واقفِ زندگی ہیں۔ ایک تو مکرم ڈاکٹر جلال شمس صاحب ہیں جو آج کل ٹرکش ڈیسک کے انچارج ہیں۔ اور دوسرے منیر جاوید پرائیویٹ سیکرٹری ہیں۔ ان کے یہ دو بیٹے واقفِ زندگی ہیں۔ اور ان کی ایک بیٹی مکرم حنیف محمود صاحب واقفِ زندگی جو ربوہ میں نائب ناظر اصلاح و ارشاد ہیں، ان کی اہلیہ ہیں۔ تو اس لحاظ سے ان کے تین بچے واقفینِ زندگی ہی سمجھے جائیں۔ دو تو ابھی بھی واقفِ زندگی ہی ہیں۔ واقفِ زندگی کی بیوی بھی واقفِ زندگی ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ مرحومہ کے درجات بلند فرمائے۔ مغفرت کا سلوک فرمائے، اور جیسا کہ مَیں نے کہا نمازِ جمعہ کے بعد ان کی نماز جنازہ ادا کی جائے گی۔

بقیہ: احمدیوں کا مسئلہ از صفحہ نمبر 10

پُرامن طریقے پر اجتماع کرنے کی آزادی ہوگی۔

جب کہ حقیقت یہ ہے کہ پرامن احمدیوں کو 25 سال سے اپنا سالانہ جلسہ اور اجتماعات کرنے کی اجازت نہیں دی جا رہی۔ اور دوسری طرف مخالفین جماعت اسلحہ سمیت اجتماعات کرتے ہیں اور احمدیوں کے واجب القتل ہونے کے فتوے دیتے ہیں اور ان پر کوئی پابندی نہیں۔ آخر جواب دیں کون آئین پامال کر رہا ہے؟

آئین کے اسی باب میں لکھا ہے

All citizens are equal before law and are entitled to equal protection of law.

یعنی اس ملک میں سب شہری برابر سلوک کے مستحق ہیں۔

میرا نہیں خیال کہ عباس اطہر صاحب یہ دعویٰ بھی کر سکیں کہ احمدیوں کے حوالے سے آئین کی اس شق پر عمل ہو رہا ہے کیونکہ وہ اپنے مضمون میں اعتراف کر چکے ہیں کہ ایسا نہیں ہو رہا۔

آخر آئین صرف اس وقت کیوں یاد آتا ہے جب کسی کو غیر مسلم قرار دینا ہو۔ جب بنیادی انسانی حقوق کی بات ہو تو اس وقت آئین پر عمل کیوں نہیں ہوتا؟

حقیقت یہ ہے کہ احمدیوں کی مخالفت کی آڑ لے کر پورے ملک کا امن برباد کر دیا گیا ہے۔ دہشتگرد دندناتے پھر رہے ہیں۔ ملک کی سالمیت خطرے میں ہے۔ قائداعظم کا پاکستان تو اب خواب بن کر رہ گیا ہے۔ جب میں اس مضمون کو ختم کرنے کا ارادہ کر رہا تھا تو ٹی وی پر یہ اندوہناک خبر سنی کہ حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر دو خودکش حملہ آوروں نے حملہ کیا اور چالیس سے زائد لوگ شہید ہو چکے ہیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔

الفاظ ساتھ نہیں دیتے کہ اس صورتِ حال پر کس طرح تبصرہ کیا جائے۔ حضرت داتا گنج بخش کی کتاب 'کشف المحجوب' کا ایک اقتباس درج کر کے اس مضمون کو ختم کرتا ہوں۔ حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں۔

''اللہ تعالیٰ نے ہمیں ایسے زمانہ میں پیدا فرمایا ہے کہ لوگوں نے اپنی خواہشات کا نام شریعت، حبِ جاہ کا نام عزت، تکبر کا نام علم اور ریاکاری کا نام تقویٰ رکھ لیا ہے۔ اور دل میں کینہ چھپانے کا نام حلم، مجادلہ کا نام مناظرہ، محاربہ اور بیوقوفی کا نام عظمت، نفاق کا نام وفاق، آرزو و تمنا کا نام زہد، ہذیان طبع کا نام معرفت، نفسانیت کا نام محبت، الحاد کا نام فقر، انکارِ وجود کا نام صفوت، بے دینی اور زندقہ کا نام فنا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت کو ترک کرنے کا نام طریقت رکھ لیا ہے اور اہلِ دنیا کی آفتوں کو معاملہ کہنے لگے ہیں۔ اسی بنا پر اربابِ معانی و عارفانِ حقیقت نے ان لوگوں سے کنارہ کشی اختیار کر رکھی ہے اور گوشہ خلوت میں رہنا پسند کیا ہے''۔

(کشف المحجوب ناشر ضیاء القرآن صفحہ41)

ہفت روزہ الفضل انٹرنیشنل کا

سالانہ چندہ خریداری

برطانیہ: تیس (30) پاؤنڈز سٹرلنگ

یورپ: پینتالیس (45) پاؤنڈز سٹرلنگ

دیگر ممالک: پینسٹھ (65) پاؤنڈز سٹرلنگ

(مینیجر)

رمضان میں

ہجر کے ہر درد کا درمان ہے رمضان میں
قُربِ مولا کس قدر آسان ہے رمضان میں

متقی ہونے کا سب سامان ہے رمضان میں
یہ خدا کا خاص اک احسان ہے رمضان میں

کاروبارِ جنسِ عصیاں بند ہے رمضان میں
مستقل جکڑا ہوا شیطان ہے رمضان میں

نفس کے شیطان کو قابو کرو گر کر سکو
بابائے ابلیس کا چالان ہے رمضان میں

عام سی کوشش پہ بھی ہے اجر بے حد و حساب
قرب پانے کا کھلا میدان ہے رمضان میں

بخششیں اور رحمتیں بٹتی ہیں بھر بھر جھولیاں
کس کو عذرِ تنگیِ داماں ہے رمضان میں

بھیگنا ہے جس کو بھیگے رات دن بوچھاڑ میں
مغفرت کا مستقل باران ہے رمضان میں

جو بکھیڑے ہیں جہاں کے جلد نپٹاؤ انہیں
یکسوئی پانے کا تب امکان ہے رمضان میں

ماہِ رمضاں کے تقدس کا رہے ہر پل خیال
ربِ کعبہ کا یہی فرمان ہے رمضان میں

دن یہی رمضان کے ایّامِ معدودات ہیں
دوستو! نازل ہوا قرآن ہے رمضان میں

وہ حرا کی غار وہ تنہائیاں سر مستیاں
عشقِ مولا کا چھپا طغیان ہے رمضان میں

یہ مہینہ ہے مقدس اور تصوف کا نچوڑ
عبد سے معبود خود یک جان ہے رمضان میں

روح تک اس کی اُتر جاتی ہے ٹھنڈی چاندنی
جس کے دل پر غلبۂ ایمان ہے رمضان میں

کھڑکیاں جنت کی کھل جاتی ہیں ہر اس شخص پر
راہِ مولا کی جسے پہچان ہے رمضان میں

عیش و غفلت میں فنا کر دے جو یہ گنتی کے دن
کون اتنا غافل و نادان ہے رمضان میں

ہے بہت بد بخت جو پھر بھی نہ بخشا جا سکے
بابِ جنت کھل گئے اعلان ہے رمضان میں

روح لاغر کی نقاہت کی بھی کچھ تو فکر کر
کیوں تری نظروں میں دسترخوان ہے رمضان میں

زینہ زینہ طے کرے گا معرفت کی منزلیں
جو بھی عرشی صاحبِ عرفان ہے رمضان میں

(ارشاد عرشی ملک۔ اسلام آباد)

روزنامہ ایکسپریس (پاکستان) کے کالم نگار عباس اطہر صاحب کے چند کالموں بعنوان

''احمدیوں کا مسئلہ''

پر تبصرہ

(ڈاکٹر مرزا سلطان احمد ۔ ربوہ)

دوسری وآخری قسط

اپنے دوسرے مضمون میں عباس اطہر صاحب نے ایکسپریس ٹی وی پر ہونے والے ایک پروگرام کا حوالہ دے کر یہ لکھا ہے کہ اس پروگرام میں بات عقیدہ کی طرف چلی گئی اور مرزا غلام احمد صاحب (جو اس موقع پر جماعت احمدیہ کی نمائندگی کررہے تھے) نے موقع پا کر تبلیغ شروع کردی۔

یہ پروگرام بہت سے دیکھنے والوں نے دیکھا تھا اور یہ بات واضح ہے کہ نہ صرف اس پروگرام میں بلکہ اس کے بعد نشر ہونے والے پروگراموں میں بھی بار بار جماعتِ احمدیہ پر سراسر جھوٹے الزامات لگائے جاتے ہیں اور احمدیت کی طرف غلط عقائد منسوب کیے جاتے ہیں تاکہ اس طرح بے خبر عوام میں احمدیوں کے خلاف اشتعال پیدا ہو۔ یہاں تک کہ ان پروگراموں میں یہ بھی بار بار کہا گیا کہ احمدی واجب القتل ہیں۔ جنرل ضیاء صاحب کے زمانے میں جاری کیے گئے آرڈیننس میں احمدیوں پر یہ پابندی تو لگادی گئی کہ کوئی احمدی تبلیغ نہیں کرسکتا لیکن اس سے پہلے بھی اور اس کے بعد بھی جماعتِ احمدیہ کے مخالفین کو مسلسل کھلی چھٹی ہے کہ وہ جس طرح چاہیں غلط بیانی کر کے لوگوں کے دلوں میں احمدیوں کے خلاف اشتعال پیدا کریں اور اس طرح ملک کا امن وامان تباہ کریں۔ اگر احمدیوں پر یا ان کے عقائد پر کوئی اعتراض کیا جاتا ہے تو اس کا جواب بھی حوصلے سے سننا چاہیے۔ قرآنِ کریم تو مخالفین کو یہ چیلنج دیتا ہے کہ اگر تم سچے ہو تو اپنے دلائل پیش کرو۔ جب بھی دلائل کی بات ہوگی تو بہر حال قرآنِ کریم اور اسلام کے دلائل ہی غالب آئیں گے۔ اللہ تعالیٰ قرآن شریف میں یہودیوں اور عیسائیوں کو مخاطب کر کے فرماتا ہے۔ هَاتُوْا بُرْهَانَكُمْ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ (البقرۃ:112) تو کہہ اپنی کوئی مضبوط دلیل تو لاؤ اگر تم سچے ہو۔ اسی طرح سورۃ الانبیاء آیت 25 اور سورۃ النمل آیت 65 میں بھی مشرکین سے اپنے عقائد کے حق میں برہان لانے کا مطالبہ کیا گیا ہے۔ الغرض قرآنِ کریم منکرین کو اپنے دعویٰ کے حق میں دلائل پیش کرنے سے نہ صرف روکتا نہیں بلکہ چیلنج کرتا ہے کہ اپنے دلائل پیش کرو۔ لیکن قرآنی تعلیم کے برخلاف جماعتِ احمدیہ کے مخالفین کی ہمیشہ سے یہ کوشش رہی ہے کہ انہیں زہر افشانی کی تو کھلی چھٹی ہو لیکن جماعتِ احمدیہ پر پابندی لگائی جائے کہ وہ ان کا جواب بھی نہ دے سکے۔ مخالفین احمدیت کا یہ طرزِ عمل ہی اس بات پر کافی شہادت ہے کہ وہ دلائل کا سامنا کرنے کی طاقت نہیں رکھتے۔ چنانچہ جب آزاد کشمیر اسمبلی میں یہ سفارشی قرارداد پاس کی گئی کہ ریاست میں احمدیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا جائے تو اس کے ساتھ اس قرارداد میں یہ مطالبہ بھی کیا گیا کہ احمدیوں کی تبلیغ پر پابندی لگائی جائے۔ (مشرق یکم مئی 1973ء صفحہ 1۔ امروز 30 اپریل 1973ء صفحہ 1)

پھر 1984ء میں جنرل ضیاء صاحب کے جاری کردہ آرڈیننس کے ذریعہ اس بات پر پابندی لگادی گئی کہ کوئی احمدی تبلیغ کرسکے۔ اس سے تو یہی ظاہر ہوتا ہے کہ مخالفین احمدیت دلائل سے گریز کرنا چاہتے ہیں۔

❁......اس کے بعد دوسری قسط میں ہی عباس اطہر صاحب یہ گھسا پٹا الزام لگاتے ہیں کہ امریکہ اور برطانیہ قادیانیوں کے سرپرست ہیں۔ یہ بات قابلِ غور ہے کہ عباس اطہر صاحب نے یہ الزام تو لگایا ہے کہ امریکہ احمدیوں کا سرپرست ہے لیکن کیا کوئی ثبوت یا دلیل دینے کی زحمت کی؟ ہرگز نہیں۔ کیا ان کے نزدیک صرف ان کا کہہ دینا ہی کافی ہے اور باقی دنیا کو بغیر کسی دلیل، بغیر کسی ثبوت کے ان کی بات کے آگے سرتسلیم خم کردینا چاہئے۔ یہ الزام جماعت احمدیہ پر پہلی مرتبہ نہیں لگایا گیا لیکن دلیل یا ثبوت دینے کی زحمت کوئی نہیں کرتا۔ صرف اس طرح کا الزام لگا کر اشتعال پھیلانے کی کوشش کی جاتی ہے۔

لیکن ہمیں یہ سمجھ نہیں آتی کہ کیا وجہ ہے کہ پاکستان کی تاریخ میں کسی سربراہ حکومت یا سربراہِ مملکت کو اس طرح امریکہ کی حمایت حاصل نہیں رہی جس طرح جنرل ضیاء صاحب کو رہی تھی۔ انہیں مالی لحاظ سے، سیاسی لحاظ سے اور ہر طرح امریکہ کی حکومت کی مدد اور حمایت حاصل تھی۔ اور جنرل ضیاء صاحب اس وقت کے حالات میں امریکہ کی خواہش کے مطابق اپنا کردار بھرپور طریق پر ادا کررہے تھے اور ایسا کرتے ہوئے انہوں نے پاکستان کے مفادات کی بھی پرواہ نہیں کی اور یہی ضیاء صاحب تھے جنہوں نے جماعت احمدیہ کے خلاف سب سے زیادہ بڑھ کر انتہائی قدم اُٹھایا تھا اور جماعتِ احمدیہ کے خلاف ایک ظالمانہ آرڈیننس کا نفاذ کیا تھا۔ اگر امریکہ ہی جماعتِ احمدیہ کا سرپرست تھا تو ایسا تو ہرگز نہیں ہونا چاہیے تھا بلکہ اس سے الٹ منظر نظر آنا چاہیے تھا۔ یہی ایک پہلو ہی اس الزام کو غلط ثابت کردیتا ہے۔

یہ الزام سب سے زیادہ پاکستان میں لگایا جاتا ہے کہ امریکہ احمدیوں کی سرپرستی کررہا ہے اور دوسری طرف پاکستان کی ہر حکومت خود امریکہ سے مالی مدد لے رہی ہوتی ہے اور روز ہی یہ اعلان سننے میں آرہے ہوتے ہیں کہ ہم امریکہ کے قابلِ قدر اتحادی ہیں۔ اور خطے میں امریکہ کی حکومت سے ہر طرح کا تعاون بھی کیا جارہا ہے۔ تقریباً تیس سال سے تو پوری دنیا یہی منظر دیکھ رہی ہے اور اس کے باوجود یہ اعتراض پھر بھی متواتر کیا جارہا ہے کہ امریکہ احمدیوں کی سرپرستی کررہا ہے۔

❁......اپنے مضامین کے سلسلہ کی دوسری قسط کے آخر میں عباس اطہر صاحب لکھتے ہیں کہ ٹی وی کے پروگرام میں مجیب الرحمٰن شامی صاحب نے یہ انکشاف کیا کہ جب قومی اسمبلی میں جماعتِ احمدیہ کے وفد پر سوالات ہورہے تھے تو یحییٰ بختیار صاحب نے حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ سے سوال کیا کہ جو لوگ آپ کے اسلام کو صحیح نہیں سمجھتے، آپ ان کو کیا سمجھتے ہیں؟ ان کے بقول اس پر حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے جواب دیا کہ ہم انہیں کافر سمجھتے ہیں۔ وہ یہ تاثر دینے کی کوشش کررہے ہیں کہ اصل میں جب احمدیوں نے یہ کہہ دیا کہ ہم غیر احمدیوں کو غیر مسلم اور ملتِ اسلامیہ سے خارج سمجھتے ہیں تو پھر قومی اسمبلی کا یہ فیصلہ بالکل جائز تھا۔

اب ہم اس ضمن میں حقیقتِ حال پیش کرتے ہیں۔

5/اگست 1974ء کو قومی اسمبلی میں یہ کارروائی شروع ہوتی ہے اور 7 اگست 1974ء کو دوپہر کے سیشن میں جو کہ بارہ بج کر پندرہ منٹ پر شروع ہوا کچھ دیر سوالات کے بعد جب سوالات اس موضوع پر آئے تو حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے یہ اصولی موقف بیان فرمایا کہ:

''جو شخص حضرت مرزا غلام احمد صاحب کو نبی نہیں مانتا لیکن وہ خود کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب کرتا ہے اس کو غیر مسلم کہہ ہی نہیں سکتے''۔

جب اس کے معاً بعد یحیٰ بختیار صاحب نے پھر یہ کوشش کی کہ کسی طرح حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ ان کی پسند کا جواب دے دیں کہ احمدی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا انکار کرنے والے کو ملّتِ اسلامیہ سے خارج سمجھتے ہیں تو حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے فرمایا کہ ایسا شخص گنہگار ہوگا مگر ''جو خود کو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب کرتا ہے وہ مسلمان ہے۔ اور کسی دوسرے کا حق نہیں ہے کہ اس کو غیر مسلم قرار دے''۔ یحییٰ بختیار صاحب نے پھر کوشش کی لیکن حضور نے پھر ان کے مفروضے کو قبول کرنے سے انکار فرمایا۔

اور یہ کوئی پہلی مرتبہ نہیں تھا کہ جماعتِ احمدیہ کی طرف سے اس موقف کا اظہار کیا گیا ہو۔ 1953ء کے فسادات کے بعد جب تحقیقاتی عدالت میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کا بیان ہوا تو اس میں آپ سے یہ سوال کیا گیا کہ اگر ایک شخص حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دعاوی پر غور کرنے کے بعد دیانتدارانہ طور پر اس نتیجہ پر پہنچا ہے کہ یہ دعاوی غلط ہیں تو کیا اسے مسلمان سمجھا جائے گا۔ تو اس پر حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے فرمایا کہ ہاں اس کو عمومی طور پر مسلمان ہی سمجھا جائے گا۔

(تحقیقاتی عدالت میں امام جماعتِ احمدیہ کا بیان، ناشر احمدیہ کتابستان حیدر آباد صفحہ19)

اس کے علاوہ خاکسار نے خود ایک انٹرویو صاحبزادہ فاروق علی خان صاحب سے کیا جو اس وقت قومی اسمبلی کے سپیکر تھے اور قومی اسمبلی کی اس کارروائی کی صدارت کر رہے تھے۔ اس انٹرویو کی آڈیو ریکارڈنگ ہمارے پاس موجود ہے۔ صاحبزادہ فاروق علی خان صاحب نے اس انٹرویو میں فرمایا کہ حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے یحیٰ بختیار صاحب کے ایک سوال کے جواب میں غیر احمدی مسلمانوں کے بارے میں فرمایا تھا کہ ہم باقیوں کو مسلمان سمجھتے ہیں، مسلمان جانتے ہیں لیکن راسخ العقیدہ مسلمان نہیں سمجھتے۔ صاحبزادہ فاروق علی خان صاحب کے ان الفاظ سے ہی ظاہر ہوجاتا ہے کہ یہ الزام جو لگایا جاتا ہے غلط ہے۔ رہی بات راسخ العقیدہ ہونے کی تو جب مختلف فرقوں کے عقائد میں اختلاف ہوگا تو ہر فرقہ کے نزدیک اس کے عقائد ہی صحیح ہوں گے اور وہی راسخ العقیدہ ہوگا۔

❁......یہ باتیں تو علیحدہ رہیں لیکن عباس اطہر صاحب کے مضامین کی تیسری اور چوتھی قسط پڑھ کر ہمیں بہت حیرت ہوئی۔ کیونکہ ان اقساط میں وہ ایک موقف بیان کرتے ہیں اور پھر بجائے اس موقف کے حق میں دلائل تحریر فرمانے کے اس کے خلاف دلائل تحریر فرمانے لگ جاتے ہیں۔ اس پر تبصرہ کرتے ہوئے یہ فیصلہ کرنا مشکل ہو جاتا ہے کہ لکھنے والا ان کے موقف سے اختلاف کرے یا ان کے دلائل سے اتفاق کرے۔ پہلے وہ تحریر فرماتے ہیں کہ مبشر لقمان صاحب نے احمدیوں کو اپنا موقف پیش کرنے کا موقع دیا اور احمدی بجائے اس کے کہ ان کے شکرگزار ہوتے ان پر یہ اعتراض کر بیٹھے کہ ان کے نمائندے کو دوسروں کی نسبت کم وقت دیا گیا ہے حالانکہ دوسرے روز تک انہیں اتنی زیادہ دھمکیاں اور گالیاں مل چکی تھیں کہ وہ چکنا چور ہوچکے تھے۔ اور اگر مجیب الرحمٰن شامی صاحب اور عباس اطہر صاحب اس پروگرام میں احمدیوں کے موقف کے خلاف اپنے تبصرے نہ کرتے تو شاید وہ سب کچھ ہوچکا ہوتا جن کی مبشر لقمان صاحب کو دھمکیاں مل رہی تھیں۔ حالانکہ ہمارے ہاں صحافت اتنی آزاد ہے کہ ملک توڑنے کی کوشش کرنے والوں کا موقف بھی نشر کرنے سے گریز نہیں کرتی۔ اور عباس اطہر صاحب اس بات کا اقرار بھی فرماتے ہیں کہ ملک کے مشہور سیاسی لیڈر نواز شریف صاحب نے صرف اتنا بیان دیا تھا کہ احمدی بھی اس ملک کے شہری ہیں اور ہمارے بہن بھائی ہیں تو وہ مذہبی لیڈروں کی گولہ باری کی زد میں آگئے حالانکہ چندروز ہی قبل نوّے کے قریب احمدیوں کو ظالمانہ طور پر شہید کیا گیا تھا۔ اور اس کے بعد عباس اطہر صاحب یہ بات بھی تسلیم فرماتے ہیں کہ سانحہ لاہور کے بعد پنجاب کے وزیر اعلیٰ شہباز شریف صاحب نے موقع پر جا کر اظہار ہمدردی سے گریز کیا حالانکہ یہ ان کی اخلاقی ذمہ داری تھی۔ یہ سب کچھ لکھنے کے بعد وہ یہ دلچسپ نتیجہ نکالتے ہیں کہ اس کا جواب احمدیوں کو اپنے عقائد میں تلاش کرنا چاہیے کیونکہ ان کے بعض عقائد ایسے ہیں کہ اسلام کے نام پر بننے والے اس ملک میں برداشت نہیں کیے جاسکتے اور اس کی وجہ سے ان کے بنیادی حقوق بھی مسترد کردیے جاتے ہیں۔

گویا عباس اطہر صاحب یہ کہنا چاہ رہے ہیں کہ اسلام کے نام پر بننے والے اس ملک میں انسان کے بنیادی حقوق تو سلب کیے جاسکتے ہیں، ہر قسم کا ظلم تو کیا جاسکتا ہے، ہر مہینے کتنے ہی معصوم لوگوں کا ظالمانہ خون تو بے دردی سے بہایا جا سکتا ہے، کتنی ہی عورتوں اور بچوں کو قتل تو کیا جا سکتا ہے، اربوں کھربوں کی لوٹ کھسوٹ تو کی جاسکتی ہے، مسجدوں اور مزاروں کو بموں سے اڑایا جا سکتا ہے، اجتماعی عصمت دری کے واقعات تو ہوسکتے ہیں، ملک کو توڑنے کی باتیں تو کی جاسکتی ہیں، یہ سب کچھ برداشت ہوسکتا ہے لیکن احمدیوں کے عقائد اتنے غلط ہیں کہ ان کے ساتھ اگر اتنا عظیم سانحہ بھی ہوجائے تو ان سے رسمی اظہار ہمدردی بھی نہیں کیا جاسکتا۔ ہم یہاں اس بات پر پریشان نہیں کہ احمدیوں سے اظہار ہمدردی کیوں نہیں کیا جارہا۔ ہم اس بات پر اِنَّا لِلّٰهِ وَ اِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْن پڑھ رہے ہیں کہ اسلام کے نام پر بننے والے اس ملک میں کس طرح اسلام کو بدنام کیا جارہا ہے۔

ہم بڑے ادب سے عباس اطہر صاحب سے یہ درخواست کرتے ہیں کہ ایک بار پھر اپنی یہ تحریر خود پڑھ کر دیکھیں۔ آپ تو اسلام کے دشمنوں کے ہاتھ میں خود ہتھیار پکڑا رہے ہیں کہ اس ہتھیار سے اسلام پر حملہ کرو۔ دیکھو ہم تمہیں یہ موقع دے رہے ہیں کہ تم اس مقدس تعلیم پر کیچڑ اچھالو۔ عباس اطہر صاحب آپ کو تو یہ لکھنا چاہیے تھا کہ یہ ملک اسلام کے نام پر بنا ہے یہاں کسی گروہ کے قتل وغارت کی اجازت ہرگز نہیں دینی چاہیے۔ یہ مکروہ فعل خلافِ اسلام ہے اس لیے ہم اس کی بھرپور مذمت کرتے ہیں۔ آپ کو تو یہ لکھنا چاہیے تھا کہ ہمارے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں یہ تعلیم دی ہے کہ ہر حال میں کلمہ حق کہو اس لیے اسلام کے نام پر بننے والے اس ملک میں تو ہر صحافی سچی بات ہی کہے گا خواہ دہشتگرد کچھ بھی کرگزریں۔ آپ کو تو یہ لکھنا چاہئے تھا کہ قرآن کریم ہمیں یہ سکھاتا ہے کہ لَا اِكْرَاهَ فِي الدِّيْنِ یعنی دین کے بارے میں کوئی جبر نہیں، اس لیے اسلام کے نام پر بننے والے اس ملک میں کسی کو دین کے معاملے میں جبر اور قتل وغارت کی اجازت نہیں دی جاسکتی۔ دوسری صورت میں اگر کوئی صحافی جان

کے خوف سے ایسا لکھنے یا کہنے کی جرأت نہیں کر سکتا اور اپنے آپ کو کمزور محسوس کرتا ہے اور اسلام کے نام پر بننے والے اس ملک میں وہ ان وجوہات کی بنا پر اسلامی تعلیمات پر عمل نہیں کر سکتا (اور عباس اطہر صاحب آخری قسط کے آخری جملوں میں خود اس بات کا اقرار کرتے ہیں) تو کم از کم اسلام کا نام لے کر اسلامی تعلیمات کو تو بدنام نہ کریں۔ اور کچھ نہیں کر سکتے تو اسلام کے دشمنوں کی مدد تو نہ کریں۔

❁......اس کے بعد تیسری قسط میں ہی عباس اطہر صاحب اس بات کا اقرار کرتے ہیں کہ جب عیسائی پادریوں اور آریہ سماج کے لیڈروں نے اسلام پر شدید حملے شروع کیے اور دریدہ دہنی کی انتہا کر دی تو اگر ان کا کامیاب مقابلہ کیا تو حضرت بانی سلسلہ احمدیہؑ نے کیا۔ اگر اسلام کے دشمنوں سے کامیاب مناظرے کیے تو حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ نے کیے یہاں تک کہ خود جماعتِ احمدیہ کے مخالفین کے الفاظ میں آپ 'علماء کی آنکھوں کا تارا بن گئے'۔ خود عباس اطہر صاحب سر سید اور علامہ اقبال جیسے اکابرین کے متعلق لکھتے ہیں کہ وہ ان خدمات کی وجہ سے حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کے معترف ہو گئے اور علامہ اقبال نے تو یہاں تک کہا کہ آج اگر کسی نے اسلام کو زندہ دیکھنا ہے تو قادیان میں جا کر دیکھے۔

سوال یہ ہے کہ اگر حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کے بیان فرمودہ عقائد ایسے ہی تھے کہ انہیں اسلام کے نام پر بننے والے اس ملک میں برداشت نہیں کیا جا سکتا تو پھر یہ کیوں ہوا کہ جب اسلام پر سب سے زیادہ شدید حملے ہوئے تو وہ شخصیت جو اِن حملہ آوروں کے سامنے کھڑی ہوئی اور جس نے ان کے سب تیروں کو اپنے سینے پر لیا وہ حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کی ذات تھی۔ جس نے سب سے زیادہ کامیابی سے ان کے زہریلے حملوں کو روکا اور انہیں شکست دی تو وہ ذات حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کی ذات تھی۔ اس کے باوجود آج پاکستان میں مخالفین یہ الزام لگا رہے ہیں کہ احمدی ہی ''نعوذ باللہ'' اسلام کے سب سے بڑے دشمن ہیں۔

❁...... آخری قسط میں عباس اطہر صاحب نے مذہبی بحث چھیڑی ہے اور لکھا ہے کہ احمدیوں نے ختمِ نبوت کے حساس عقیدہ کو کنفیوز کیا ہے اور ایک طرف تو وہ آنحضرت ﷺ کے خاتم النبیین ہونے پر یقین رکھنے کا دعویٰ کرتے ہیں اور دوسری طرف یہ کہتے ہیں کہ اس کا ہرگز یہ مطلب نہیں کہ آنحضرت ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں آ سکتا۔

حقیقت یہ ہے کہ عقیدہ ختم نبوت میں اگر کوئی کنفیوژن ہے تو وہ جماعت احمدیہ کے مخالفین کو ہے جو آنحضرت ﷺ کے بعد ایک اسرائیلی نبی مسیح عیسیٰ ابن مریم کے آسمان سے جسمانی نزول کا عقیدہ رکھتے ہیں اور اس طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کو توڑنے کے مرتکب ہوتے ہیں۔ جب کہ ہمارا یہ اعتقاد ہے کہ:

''مستقل نبوت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم ہو گئی ہے۔ مگر ظلّی نبوت جس کے معنی ہیں کہ محض فیضِ محمدی سے وحی پانا وہ قیامت تک باقی رہے گی............ کسی حدیث صحیح سے اس بات کا پتہ نہیں ملے گا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی ایسا نبی آنے والا ہے جو اُمّتی نہیں یعنی آپؐ کی پیروی سے فیضیاب نہیں...... جس آنے والے مسیح موعود کا حدیثوں سے پتہ لگتا ہے اس کا انہیں حدیثوں میں یہ نشان دیا گیا ہے کہ وہ نبی بھی ہوگا اور اُمّتی بھی۔ مگر کیا مریم کا بیٹا اُمّتی ہو سکتا ہے؟ کون ثابت کرے گا کہ اس نے براہ راست نہیں بلکہ آنحضرت ﷺ کی پیروی سے درجۂ نبوت پایا تھا؟...... کیا کوئی عقل تجویز کر سکتی ہے کہ اسلام کے لئے یہ مصیبت کا دن بھی باقی ہے کہ آنحضرت ﷺ کے بعد کوئی ایسا نبی بھی آئے گا کہ جو مستقل نبوت کی وجہ سے آپؐ کی ختم نبوت کی مہر کو توڑ دے گا او رآپؐ کی فضیلت خاتم الانبیاء ہونے کی چھین لے گا اور آپؐ کی پیروی سے نہیں بلکہ براہ راست مقام نبوت حاصل رکھتا ہوگا...... ہرگز ایسا نہیں ہو سکتا کہ کوئی مستقل نبی آنحضرت ﷺ کے بعد آوے کیونکہ ایسے شخص کا آنا صریح طور پر ختم نبوت کے منافی ہے۔ اور یہ تاویل کہ پھر اس کو اُمّتی بنایا جائے گا اور وہی نو مسلم نبی مسیح موعود کہلائے گا یہ طریقِ عزت اسلام سے بہت بعید ہے''۔

(حقیقۃ الوحی روحانی خزائن جلد22 صفحہ 31-32)

اور بانیٔ جماعت احمدیہ حضرت مرزا غلام احمد قادیانی مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام اپنے دعویٰ کی نسبت فرماتے ہیں:۔

''میری مراد نبوت سے یہ نہیں ہے کہ میں نعوذ باللہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابل پر کھڑا ہو کر نبوت کا دعویٰ کرتا ہوں یا کوئی نئی شریعت لایا ہوں۔ صرف مراد میری نبوت سے کثرت مکالمت ومخاطبت الٰہیہ ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع سے حاصل ہے''۔

(ضمیمہ حقیقۃ الوحی۔ روحانی خزائن جلد22 صفحہ 503)

اسی طرح فرماتے ہیں:۔

''بہت سے لوگ میرے دعویٰ میں نبی کا نام سن کر دھوکہ کھاتے ہیں اور خیال کرتے ہیں کہ گویا میں نے اُس نبوت کا دعویٰ کیا ہے جو پہلے زمانوں میں براہ راست نبیوں کو ملی ہے۔ لیکن وہ اس خیال میں غلطی پر ہیں۔ میرا ایسا دعویٰ نہیں ہے بلکہ خدا تعالیٰ کی مصلحت اور حکمت نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے افاضہ روحانیہ کا کمال ثابت کرنے کے لئے یہ مرتبہ بخشا ہے کہ آپؐ کے فیض کی برکت سے مجھے نبوت کے مقام تک پہنچایا۔ اس لئے میں صرف نبی نہیں کہلا سکتا بلکہ ایک پہلو سے نبی اور ایک پہلو سے اُمّتی۔ اور میری نبوت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ظِلّ ہے نہ کہ اصلی نبوت''۔ (حقیقۃ الوحی۔ روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 154 حاشیہ)

ختم نبوت سے متعلق یہ تشریح وتفسیر ایسی نہیں جو حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کی کوئی نئی اختراع ہے بلکہ قرآن مجید واحادیث نبویہ اور امت کے بہت سے بزرگان سلف کے اقوال اس کی تائید کرتے ہیں۔ جماعت احمدیہ آیت خاتم النبیین کی وہی تشریح کرتی ہے جو گزشتہ صلحائے امت اور علماء ربّانی کرتے چلے آئے ہیں اور ان سے ہٹ کر کوئی نیا مسلک اختیار نہیں کیا گیا۔ ان میں ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا، حضرت امام جعفر صادقؒ، حضرت امام عبد الوہاب الشعرانی، حضرت محی الدین ابن عربیؒ، حضرت مجدد الف ثانیؒ، حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ، حضرت السید عبد الکریم جیلانیؒ، حضرت الشیخ بالی آفندی، حضرت ابو عبد اللہ محمد بن علی حسین الحکیم الترمذی اور حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی صاحب جیسے بزرگ شامل ہیں۔

❁......اس کے بعد اس مضمون میں لکھا گیا ہے کہ اصل میں مسئلہ یہ ہے کہ احمدیوں کو ایک منتخب اور نمائندہ پارلیمنٹ نے غیر مسلم اقلیت قرار دیا تھا لیکن احمدیوں نے اپنی اس آئینی حیثیت کو قبول نہیں کیا اور اس وجہ سے ان کے لئے مسائل پیدا ہوئے اور انہیں اس اجتماعی طاقت سے محروم ہونا پڑا جو کہ پاکستان میں دوسری اقلیتوں کو حاصل ہے۔

احمدیوں کے موقف کا ذکر تو ہم بعد میں کریں گے لیکن اس حیرت کا اظہار ضروری ہے کہ یہ خوش خبری ہمیں اسی مضمون سے ملی ہے کہ پاکستان میں اقلیتوں کو کوئی طاقت حاصل ہے۔ ہم بڑے ادب سے عرض کرنا چاہتے ہیں کہ خواہ مذہبی زاویہ سے دیکھیں یا کسی اور زاویہ سے اقلیتیں تو ایک طرف رہیں یہاں پر اکثریت کو بھی کوئی طاقت حاصل نہیں ہے۔ بار بار ملک کی تاریخ میں بڑی اکثریت والے آئینی حکمران ایوان کے اقتداروں سے نکل کر سیدھے جیل جاتے رہے۔ اس مضمون میں جس آئین کا اتنا ذکر کیا گیا ہے ہر کچھ عرصہ بعد اسے ملک میں کالعدم قرار دے دیا جاتا رہا ہے۔ اب پورے ملک میں دہشتگرد جو خون کی ہولی کھیل رہے ہیں اس سے نہ اکثریت محفوظ ہے اور نہ اقلیت۔ پورے ملک کی اجتماعی طاقت بھی اب تک اس خون خرابے کے سامنے بے بس نظر آ رہی ہے۔ آئے دن دھماکے ہوتے ہیں، معصوم جانوں کا خون ہوتا ہے اور قوم یا تو دھیمی سی مذمت کے رٹے رٹائے جملے سنتی ہے یا یہ خبر کہ دہشتگرد کا سر مل گیا ہے۔ ملک کی فضائی حدود کی خلاف ورزی کر کے آئے دن ڈرون حملے ہوتے ہیں اس کو روکنے کے لیے کیا ہوتا ہے؟ کچھ نہیں۔ نہ معلوم اس پس منظر میں اس مضمون کے مصنف کو طاقت اور قوت کے کون سے مناظر نظر آ رہے ہیں۔

دوسری بات یہ ہے کہ اس مفروضے کی بنیاد ہی غلط ہے۔ اگر کسی ملک کے آئین میں ایسی شقیں شامل ہوں جو کہ انسان کے بنیادی حقوق کے خلاف ہوں یا کسی پہلو سے غیر منصفانہ ہوں تو انہیں اس بنیاد پر خاموشی سے قبول نہیں کر لیا جاتا کہ آئین میں یہی لکھا ہے اس لیے قبول کر لو۔ بلکہ اس کے خلاف آواز اُٹھائی جاتی ہے، اس کو بدلا جاتا ہے۔ پہلے جنوبی افریقہ کے آئین میں نسلی بنیادوں کے امتیازی قوانین موجود تھے۔ لیکن انہیں اس بنیاد پر جائز نہیں قرار دے دیا گیا کہ آئین میں یہی لکھا ہے بلکہ پاکستان سمیت پوری دنیا نے ان کا بائیکاٹ کر دیا یہاں تک کہ انہیں گھٹنے ٹیکنے پڑے۔ خود ایوب خان صاحب کے زمانے میں ملک میں ایک آئین موجود تھا جس میں بنیادی جمہوریت کا نظام تھا اس کے خلاف تحریک چلی اور ان لوگوں نے چلائی جو خود اس نظام کے تحت الیکشن لڑتے رہے تھے اور اس میں صرف ترمیم ہی نہیں ہوئی بلکہ پورے کے پورے آئین کو ختم کرنا پڑا۔ اور کسی نے یہ دلیل نہیں دی کہ آئین کے خلاف تحریک کیوں چلا رہے ہو۔

اور یہ بات بھی قبول نہیں ہوتی کہ ایک فیصلہ اگر ملک کی اکثریت نے کیا ہے تو وہ اگر بنیادی انسانی حقوق سے متصادم ہو تو بھی اس کو قبول کر لیا جائے یہاں تک کہ اس کے خلاف کوئی آواز بھی نہ اُٹھائی جائے۔ سوئٹزرلینڈ میں ایک ریفرنڈم کے نتیجہ میں مساجد کے میناروں کی تعمیر پر پابندی لگائی گئی اور 57 فیصد ووٹرز نے اس کے حق میں رائے دی تو کیا اس کا یہ مطلب نکلتا ہے کہ یہ فیصلہ جائز ہو گیا ہے اس کے خلاف آواز بھی نہیں اُٹھانی چاہیے کیونکہ جمہوری طرز پر ایک فیصلہ کیا گیا ہے۔ بلکہ یہ آواز اُٹھائی گئی کہ یہ قانون خود سوئز آئین کے خلاف ہے کیونکہ اس میں مذہبی آزادی کی ضمانت دی گئی ہے۔ اس ملک کی اکثریت کو یہ فیصلہ کرنے کا حق ہی نہیں تھا کہ یہ نامعقول قانون پاس کرتی۔

ہم ایک اور مثال پیش کرتے ہیں۔ بلجیم کے ایوانِ نمائندگان نے 27 اپریل 2010ء کو متفقہ طور پر یہ قرارداد منظور کی کہ مسلمان عورتیں حجاب نہیں لے سکتیں اور اگر سینٹ بھی یہ بل منظور کر لیتی ہے تو یہ قانون بن جائے گا۔ کیا اس صورت میں یہ کہا جا سکتا ہے کہ یہ فیصلہ بالکل برحق ہے اور اسے قبول کر لینا چاہیے کیونکہ ایک جمہوری منتخب ادارے نے یہ قانون بنایا ہے۔ ہرگز نہیں۔ دنیا کی کوئی پارلیمنٹ مسلمان عورتوں کی مذہبی آزادی میں اس طرح دخل انداز ہونے کی مجاز نہیں۔ اسی طرح دوسرے یورپین ممالک میں منتخب ادارے اگر اس قسم کے قوانین منظور کریں تو انہیں جائز نہیں قرار دیا جا سکتا۔ اس مضمون کے لکھنے کے بعد اور شائع ہونے سے قبل ایک اور واقعہ ہوا جس کی مثال دینا ضروری ہے۔ 14 جولائی 2010ء کو فرانس کی پارلیمنٹ نے یہ قرارداد بھاری اکثریت سے منظور کی کہ فرانس میں مسلمان عورتیں نقاب نہیں لے سکتیں اور برقعہ نہیں پہن سکتیں۔ 335 اراکین نے اس کے حق میں اور صرف ایک رکن نے اس کی مخالفت میں ووٹ دیا۔ اس قرارداد کی رو سے اگر کوئی مسلمان عورت اپنی مذہبی تعلیمات کی رو سے ایسا کرے گی تو اسے جرمانہ کیا جائے گا۔ اگر سینٹ بھی اسے منظور کر لیتی ہے تو یہ قرارداد ایک قانون بن جائے گی۔ یہ فیصلہ بھی ایک منتخب پارلیمنٹ نے کیا لیکن کیا ہم کہہ سکتے ہیں کہ یہ فیصلہ درست تھا؟ ہر صاحبِ ضمیر یہی کہے گا کہ یہ فیصلہ غلط ہے۔ فرانس کی پارلیمنٹ کو یہ اختیار نہیں ہے کہ وہ مسلمان عورتوں کی مذہبی آزادی میں اس طرح دخل دے۔ لیکن اگر عباس اطہر صاحب کی منطق کو قبول کیا جائے تو اس قرارداد کو بھی درست تسلیم کرنا پڑے گا۔

واضح ہو کہ احمدی مسلمان ہیں اور ہمارا مذہب اسلام ہے اور اس کے علاوہ ہمارا کوئی مذہب نہیں ہے۔ دنیا کی کسی پارلیمنٹ، کسی منتخب ادارے، کسی حکومت کو یہ حق حاصل نہیں ہے کہ وہ ہمیں مجبور کرے کہ تم اسلام کے سوا کسی اور مذہب کی طرف اپنے آپ کو منسوب کرو۔ نہ عقل کسی کو یہ حق دیتی ہے اور نہ اسلام کسی کو یہ حق دیتا ہے۔ لیکن وہ حضرات جو اس تکرار سے اس بحث میں آئین کا حوالہ دے رہے ہیں اور اپنی خام خیالی میں احمدیوں کو اقلیت بھی سمجھتے ہیں اگر صرف آئین کا پہلا صفحہ پڑھ لیں تو ان کی یہ دلیل غلط ثابت ہو جاتی ہے۔ آئین کے Preamble میں لکھا ہے

Wherein adequate provision shall be made for the minorities freely to profess and practise their religions and develop their cultures;

یعنی اس بات کا تحفظ دیا جائے گا کہ اقلیتیں اپنے مذہب کا اظہار کر سکیں اور اس پر عمل پیرا ہو سکیں اور اپنے کلچر کو فروغ دے سکیں۔ اور آئین کی دوسری ترمیم اور جنرل ضیاء کے نافذ کردہ آرڈیننس کے نتیجے میں احمدیوں پر پابندی ہے کہ وہ جس مذہب کی طرف اپنے آپ کو منسوب سمجھتے ہیں اس کا اعلان کر سکیں۔ ان پر اذان دینے کی پابندی بھی ہے۔ تو یہ کس طرح کہا جا سکتا ہے کہ احمدیوں کو آزادی ہے کہ وہ اپنے مذہب کو Profess کر سکیں یا Practise کر سکیں۔

آئین کے Chapter I میں لکھا ہے۔

Every citizen shall have the right to assemble peacefully and without arms, subject to any reasonable restrictions imposed by law in the interest of public order

یعنی سوائے اس کے کہ قانون امن عامہ کے لیے کوئی مناسب پابندی لگائے پاکستان میں ہتھیاروں کے بغیر پر

باقی صفحہ نمبر 8 پر ملاحظہ فرمائیں

هوالشافی

ھوالشافی ایک پرائیویٹ رجسٹرڈ چیریٹی ادارہ ہے جس کا مقصد عوام الناس تک صحت کے بارہ میں اور بیماریوں کے صحیح علاج یعنی ہومیوپیتھک طریقہ علاج کے بارہ میں صحیح آگاہی دینا ہے۔ اس مقصد کے لئے ادارہ ایک سہ ماہی شمارہ بھی شائع کرتا ہے جس میں ہومیوپیتھک طریقہ علاج اور عمومی صحت کے بارہ میں تازہ مضامین اور معلومات ہوتی ہیں اس شمارہ کی سالانہ فیس صرف £10 ہے۔ مندرجہ ذیل E-Mail کے ذریعہ مزید معلومات حاصل کی جاسکتی ہیں۔
howashafi@hotmail.co.uk

جلسہ سالانہ
جماعت احمدیہ کی عظمت وشوکت کا زندہ نشان

(عطاء المجیب راشد۔ امام مسجد فضل لندن)

جلسہ سالانہ کے بارہ میں دو مختصر نوٹ پیش خدمت ہیں ۔ ایک جلسہ سالانہ UK سے چند روز قبل لکھا گیا اور دوسرا چند روز بعد۔

جلسہ سالانہ سے قبل

جلسہ سالانہ برطانیہ شروع ہونے میں گنتی کے چند روز رہ گئے ہیں ۔ یہ جلسہ سالانہ برطانیہ میں منعقد ہونے والا چوالیسواں جلسہ سالانہ ہے اور خلافت خامسہ کا آٹھواں جلسہ سالانہ ہے اور اپنے اندر ایک مرکزی جلسہ کا رنگ رکھتا ہے۔1891ء میں سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے اس جلسہ کی بنیاد رکھی ۔ پہلا جلسہ مسجد اقصیٰ قادیان میں منعقد ہوا ۔حاضرین کی کل تعداد 75 نفوس پر مشتمل تھی۔ پھر دنیا نے دیکھا کہ یہ جلسہ ترقی کرتا کرتا ساری دنیا میں پھیل گیا اور آج عالم احمدیت میں پھیلی ہوئی جماعتوں کے کیلنڈر کا ایک ایسا ایمان افروز حصہ بن گیا ہے جس کا ہر ملک کے احمدیوں کو ہمیشہ انتظار رہتا ہے۔

لندن میں منعقد ہونے والا جلسہ تو اپنی ایک منفرد شان رکھتا ہے۔ یہ جلسہ ایک مرکزی جلسہ کے طور پر حضور انور ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی براہ راست نگرانی میں، آپ کی ہدایات کے تابع منعقد ہوتا ہے۔ جلسہ شروع ہونے میں ابھی چند دن رہتے ہیں لیکن ابھی سے لندن میں مسجد فضل اور مسجد بیت الفتوح میں جلسہ سالانہ کی گہما گہمی اور رونق شروع ہو چکی ہے۔ اکناف عالم سے آنے والے مخلصین کی آمد کا سلسلہ شروع ہو چکا ہے۔ خاص طور پر نمازوں کے اوقات میں اور حضور انور سے انفرادی ملاقاتوں کے وقت میں ان مخلصین کا شوق اور اظہار محبت دیدنی ہوتا ہے۔ ہر طرف مصافحوں، معانقوں اور ملاقاتوں کی رونقیں ہیں اور یہ کیفیت دن بدن بڑھتی جارہی ہے۔ ہر طرف بہار کا ایک سماں ہے۔ باہم مل کر ایمانوں کو تازگی نصیب ہوتی ہے۔ باہم مودّت اور محبت کے سلسلے استوار ہوتے ہیں اور یہی تو اس روحانی اجتماع کا بنیادی مقصد ہے۔

جماعت احمدیہ کا یہ جلسہ سالانہ کوئی دنیاوی میلہ یا اجتماع نہیں ہے۔ یہ خالصتاً ایک علمی اور روحانی اجتماع ہے۔ اس کا ایک مقصد تربیتی لحاظ سے اپنے آپ کو ایک تربیت یافتہ احمدی بنانا ہے۔ عظیم الشان مقاصد کی خاطر اس جلسہ سالانہ کا آغاز کرتے ہوئے مسیح پاک علیہ السلام نے فرمایا:

”اس جلسہ کو معمولی انسانی جلسوں کی طرح خیال نہ کریں۔ یہ وہ امر ہے جس کی خالص تائید حق اور اعلائے کلمہ اسلام پر بنیاد ہے۔ اس سلسلہ کی بنیادی اینٹ خدا تعالیٰ نے اپنے ہاتھ سے رکھی ہے اور اس کے لئے قومیں طیار کی ہیں جو عنقریب اس میں آملیں گی کیونکہ یہ اس قادر کا فعل ہے جس کے آگے کوئی بات انہونی نہیں۔“

(مجموعہ اشتہارات جلد اول صفحہ 341)

اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے جلسہ سالانہ کے یہ سب مقاصد سال بہ سال احسن رنگ میں پورے ہو رہے ہیں اور دنیا کے سب ممالک جلسہ سالانہ کے فیضان سے بہرہ ور ہو رہے ہیں۔

جلسہ سالانہ کی ساری برکات اور مصروفیات کا محور جماعت احمدیہ عالمگیر کے امام حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا وجود ہے۔ آپ کے رخِ انور کی ایک جھلک دیکھنے، آپ کے قرب میں بیٹھنے، آپ کے پیچھے نمازیں ادا کرنے سے لطف اندوز ہونے، آپ کے روح پرور ارشادات سے استفادہ کرنے اور اگر ہو سکے تو آپ سے انفرادی طور پر ملاقات کی سعادت حاصل کرنے کی بیتاب تمنائیں لے کر عشاق احمدیت قافلہ در قافلہ لندن تشریف لاتے ہیں۔ باہر سے آنے والوں کی ایک بڑی تعداد ایسی ہوتی ہے کہ جن کا لندن میں کوئی عزیز رہتا ہے نہ کوئی رشتہ دار اور پھر ان کو لندن کی کسی عمارت یا کسی بازار یا کسی اور جگہ میں کوئی دلچسپی بھی نہیں ہوتی۔ ان کی خواہشات اور تمنائیں اور دلی آرزوئیں بس ایک ہی نقطہ پر مرکوز ہوتی ہیں اور وہ ہوتا ہے خلیفہ وقت سے روحانی فیض حاصل کرنا۔ اور یہ وہ سعادتمند اور خوش بخت لوگ ہیں جو اپنا سارا وقت مسجد فضل کے گردونواح میں گزار دیتے ہیں۔ جلسہ شروع ہوتا ہے تو حدیقۃ المھدی کو اپنا ٹھکانہ بنا لیتے ہیں۔ جہاں جہاں شمع جاتی ہے وہیں یہ پروانے بھی ساتھ جاتے ہیں ۔ جلسہ کی برکتوں سے جھولیاں بھرنے کے بعد پھر واپس مسجد فضل میں ڈیرہ لگا لیتے ہیں اور پھر یہیں سے سیدھے ہوائی اڈہ جا کر اپنے گھروں کے لئے واپس روانہ ہو جاتے ہیں۔

دنیاداروں کی نظر میں لندن کا یہ کیا سفر ہوا کہ نہ کوئی پارک دیکھا نہ کسی تاریخی علاقہ کی سیر کی۔ نہ کسی بازار کی شکل دیکھی۔ نہ کسی جگہ سیر وتفریح کیلئے گئے۔ لیکن کوئی ان فرزانوں سے پوچھے تو سہی کہ وہ یہاں آکر کیا کما کر گھروں کو لوٹے۔ وہ روحانی دولت سے مالا مال ہو کر اپنے اہل وعیال میں واپس جاتے ہیں۔ ایسی دولت جو ان کی دنیا بھی روحانی طور پر سنوار دیتی ہے اور آخرت بھی۔ وہ اس دولت کو اپنے اہل وعیال اور رشتہ داروں میں دل کھول کر تقسیم کرتے ہیں۔ ان کی باتیں، ان کے تجربات اور ان کے مشاہدات سن کر ہر شخص شادکام ہو جاتا ہے اور کئی ایسے بھی ہوتے ہیں کہ جو اس روحانی دنیا کی روح پرور باتیں سن کر اسی وقت ارادہ کر لیتے ہیں کہ اگلے سال ہم خود جا کر اس روحانی چشمہ سے سیراب ہوں گے۔

جلسہ کے شاملین کا ذکر کرتے ہوئے میں کہاں سے کہاں چلا گیا۔ سچی بات یہ ہے کہ یہ ایک بے نظیر روحانی اجتماع ہے جس کے ساتھ مسیح موعود علیہ السلام کی بابرکت دعائیں ہیں اور ایسی دعائیں ہیں کہ ان کا فیض آج بھی جاری ہے۔ ان کی برکت سے آج بھی مخلصین جھولیاں بھر کر اپنے گھروں کو واپس لوٹتے ہیں۔ جلسہ سالانہ کے ایام میں پنجگانہ نمازوں کے علاوہ نماز تہجد بھی باجماعت ادا کی جاتی ہے۔ خطبہ جمعہ کے علاوہ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے چار خطابات ہوتے ہیں جو علمی، تربیتی اور روحانی مضامین پر مشتمل ہوتے ہیں۔ یہ خطابات ہی دراصل اس جلسہ کا مرکزی حصہ ہوتے ہیں۔ انہی کو سننے کیلئے مخلصین ہزار ہا میل کا سفر طے کر کے آتے ہیں۔ سننے کو تو یہ خطابات MTA پر بھی سنے جا سکتے ہیں لیکن امام وقت کے سامنے بیٹھ کر، امام وقت کو اپنی آنکھوں کی ٹھنڈک بناتے ہوئے ان خطابات کے سننے کا مزا کچھ اور ہی ہوتا ہے۔ یہ ایک ایسا روحانی تجربہ ہے جس کو پوری طرح بیان کرنا ممکن نہیں۔

علاوہ ازیں علمائے سلسلہ کے علمی اور تربیتی خطابات بھی ہوتے ہیں۔ ہمارے غیر مسلم اور مسلم مہمان جو دنیا کے مختلف ممالک سے تشریف لاتے ہیں وہ بھی حاضرین سے مختصر خطابات فرماتے ہیں۔ ان کو سن کر احمدیت کے پیغام اور اس کے عالمگیر اثرات کا بخوبی اندازہ ہوتا ہے۔ تقریری پروگراموں کے علاوہ شاملین جلسہ کوشش کرتے ہیں کہ ان کا سارا وقت دعاؤں، عبادات اور ذکر الٰہی کے روح پرور ماحول میں گزرے۔ الغرض جلسہ کے یہ تین دن اور تین راتیں علمی اور روحانی ترقی کے انمول اوقات ہوتے ہیں۔ اس روحانی مائدہ سے ہر شخص اپنی اپنی بساط اور کوشش کے مطابق فیض پاتا ہے۔

اس عالمگیر روحانی اجتماع کی ایک غیر معمولی روحانی تقریب عالمی بیعت ہے۔ حضرت امام جماعت احمدیہ ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ہاتھ پر دوران سال جماعت احمدیہ میں نئے شامل ہونے والے بیعت کرنے کی سعادت حاصل کرتے ہیں جبکہ پرانے احمدی بھی تجدید بیعت کے ذریعہ اپنے ایمانوں کو تازہ اور مستحکم کرتے ہیں۔ MTA کی برکت سے دنیا کے کونے کونے میں نئے اور پرانے احمدی سب ایمان کی ایک لڑی میں بیک وقت پروئے جاتے ہیں ۔ امت واحدہ کا نقشہ نظروں کے سامنے آجاتا ہے۔

دنیا کے مختلف ممالک سے جو عشاقِ دین متین اس بابرکت جلسہ میں شمولیت کیلئے لندن آچکے ہیں یا پابہ رکاب ہیں یا ابھی چند دنوں میں آنے والے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان سب کے ساتھ ہو۔ یہ سب دراصل حضرت مسیح پاک علیہ السلام کے مقدس مہمان ہیں جو آپ کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے اس جلسہ میں شامل ہو رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ سفر وحضر میں ان کا حافظ و ناصر ہو۔ ان کی غیر حاضری میں ان کے اہل و عیال کی خود حفاظت فرمائے۔ اور وہ مخلصین جو باوجود شدید خواہش اور تمنا کے امسال کسی وجہ سے اس جلسہ میں شامل نہیں ہو رہے اللہ تعالیٰ ان کے نیک جذبات قبول فرمائے اور اگلے سال ان کو شمولیت کی توفیق اور سعادت دے۔ ایسے مخلصین سے درخواست ہے کہ MTA پر جلسہ سالانہ کی کارروائی سننا اور دیکھنا ہرگز نہ بھولیں ۔ وقت نکال کر دیکھیں۔ دلوں کو گرمائیں۔ امام وقت کی نصائح کو دلوں میں جگہ دیں۔ ان پر عمل کریں اور دور ہونے کے باوجود پورے تعہد سے نصائح پر عمل کر کے اس دوری کے ملال کو قربت اور خوشی میں بدل دیں ۔ اور ہاں جلسہ سالانہ میں شامل ہونے والے سب مہمانوں کو، ان کی خدمت کرنے والے سب کارکنان اور رضا کاروں کو اپنی دعاؤں میں یاد رکھیں۔

آؤ ہم سب مل کر ایک دوسرے کیلئے دعائیں کریں ؎

ہر گام پہ فرشتوں کا لشکر ہو ساتھ ساتھ
ہر ملک میں تمہاری حفاظت خدا کرے

قارئین الفضل سے دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے خاص فضل وکرم سے اس جلسہ کو ہر لحاظ سے بہت کامیاب، مبارک اور صداقت احمدیت کا ایک تابندہ نشان بنا دے۔ ہر قدم پر اس کی تائید ونصرت اور حفاظت عطا ہو اور اللہ تعالیٰ اسے جماعت کی ترقی کی شاہراہ کا ایک اور عظیم سنگ میل بنا دے۔ آمین

۞۞۞۞۞۞

جلسہ سالانہ کے بعد

جماعت احمدیہ برطانیہ کے 44ویں اور خلافت خامسہ کے بابرکت دور کے آٹھویں جلسہ سالانہ کے بارہ میں جلسہ سے چند روز قبل ایک مختصر نوٹ تیار کیا تھا۔ اب ایک دوسرا مختصر نوٹ جلسہ گزرنے کے چند روز بعد تحریر کر رہا ہوں۔

جلسہ سالانہ آیا اور بظاہر تین دن اپنی رونقیں اور برکتیں بکھیرنے کے بعد گزر گیا لیکن یہ ایک ایسا بابرکت جلسہ ہے جس کی حسین یادیں ذہنوں میں پوری طرح تازہ ہیں اور بہت لمبے عرصہ تک یہ یادیں دلوں کو گرماتی رہیں گی۔

سال بھر کے انتظار کے بعد بالآخر 30/جولائی جمعۃ المبارک کا دن آگیا جو جماعت احمدیہ برطانیہ کے 44ویں جلسہ سالانہ کا باقاعدہ آغاز کا دن تھا۔ اس سے قبل اتوار کے روز حضور انور نے انتظامات کا معائنہ فرمایا اور ہدایات دیں اور جلسہ کی بھرپور گہما گہمی کا آغاز ہو گیا۔ UK میں 1964ء میں جلسہ کا آغاز ہوا تھا۔ سال بہ سال اس کی وسعت اور انتظامات کے پھیلاؤ میں اضافہ ہوتا چلا گیا۔ یہ پھیلاؤ بھی اللہ تعالیٰ کے عظیم تائیدی نشانوں میں سے ایک نشان ہے۔ حضرت مسیح پاک علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے الہاماً فرمایا تھا وَسِّعْ مَکَانَکَ۔ اس الہام میں فرمان الٰہی بھی تھا اور مکانات میں وسعت کی بشارت بھی تھی۔ یہ الہام جماعت کی ساری تاریخ پر حاوی ہے۔ جلسہ سالانہ کے تناظر میں ہر سال جلسہ سالانہ کے انتظامات کی وسعت کے ذریعہ اس الہام الٰہی کا ظہور ہماری آنکھوں کے سامنے آتا ہے اور ازدیاد ایمان کا موجب ہوتا ہے۔

سال بہ سال ترقی کرتے ہوئے جلسہ سالانہ برطانیہ وسیع سے وسیع تر ہو چکا ہے ۔ ہر سال وسعت کے نئے ابواب کھلتے ہیں ۔ جلسہ سالانہ میں مجموعی طور پر ہزار ہا معاونین بھرپور خدمت کی توفیق پاتے ہیں۔ افسران، نائب افسران، ناظمین، نائب ناظمین اور معاونین سب کے سب اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس کے مزید فضلوں کے طالب بن کر اپنے اوقات مفوضہ ذمہ داریوں میں گزارتے ہیں ۔ رشک آتا ہے ان رضا کاروں پر جن کا دن رات کام کرتے ہوئے حلیہ اس قدر بدل جاتا ہے کہ یکدفعہ دیکھنے سے پہچانے بھی نہیں جاتے۔ آفرین ہے ان کے بے لوث جذبہ خدمت پر۔ اپنے روزگار سے رخصت لے کر سارا وقت دین کے لئے صرف کرنا کوئی معمولی بات نہیں ۔ دنیاداری کے اس مغربی ماحول میں تو یہ بات بالکل عنقا نظر آتی ہے۔

جلسہ سالانہ آیا اور گزر گیا لیکن اللہ تعالیٰ کے فضل سے شاملین جلسہ کو بے شمار برکتوں اور نعمتوں سے ہمکنار کر گیا۔ ان کی خالی جھولیوں کو رحمتوں اور فضلوں سے بھر گیا۔ دنیا کے 95 ممالک سے 28 ہزار سے زائد عشاق احمدیت کا روحانی اجتماع بھی کیا عجب شان رکھتا ہے۔ مختلف قومیتوں سے تعلق رکھنے والے، مختلف رنگوں اور نسلوں کے احمدی، احمدیت کی برکت سے، سلسلہ اخوت میں منسلک ہو کر سب یکجان ہو کر اس جلسہ میں شامل ہوتے ہیں۔ باہمی محبت اور بھائی چارہ کی جو مثال اس جلسہ میں نظر آتی ہے وہ یقیناً بے مثال ہے۔ حدیقۃ المہدی کے وسیع وعریض علاقہ میں جگہ جگہ اس محبت کے مظاہرے نظر آئے اور نظروں کو خوب بھاتے رہے۔ کہنے کو یہ حدیقۃ ایک فارم لینڈ ہے لیکن جلسہ کے دنوں میں اس ویرانے میں بہار آجاتی ہے اور اس بارونق اجتماع میں ہر طرف محبت والفت کا اظہار ہوتا ہے۔ مَیں نے ایک دفعہ کہا تھا ؎

باقی صفحہ نمبر 4 پر ملاحظہ فرمائیں

بقیہ: رپورٹ دورہ حضور انور از صفحہ 16

امتیاز اپنے دلوں کو کینوں اور بغضوں اور کدورتوں سے پاک کرنا ہے۔ وہ امتیاز خالص ہو کر خدا تعالیٰ کے آگے جھکتے ہوئے اپنی عاجزی اور انکساری کا اظہار کرنا ہے۔ وہ امتیاز عبادتوں کے ساتھ ساتھ ایک دوسرے کے جذبات کا خیال رکھنا ہے۔ وہ امتیاز حقوق العباد کی ادائیگی کرنا ہے۔

جب یہ چیزیں پیدا ہوں گی تب آپ کہہ سکتے ہیں کہ ہاں ہماری مساجد یقیناً وہ مساجد ہیں جو ہماری مسجدوں کو دوسروں مسلمانوں کی مساجد سے ممتاز کرتی ہیں۔

پس اس بات کو ہمیشہ ذہن نشین رکھیں کہ ہماری مساجد خالصۃً اللہ تعالیٰ کی خاطر بنائی گئی مساجد ہیں اور ان میں وہی کام ہونے چاہئیں جو خدا تعالیٰ نے ہمیں فرمائے ہیں۔

ہر دفعہ جب مساجد کا افتتاح ہوتا ہے، ہم حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ذکر پر مشتمل وہ آیات پڑھتے ہیں جن میں خانہ کعبہ کی بنیاد رکھنے کا ذکر ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنی نسل کے لئے دعا کی، اپنی نسل میں سے ایک عظیم نبی مبعوث ہونے کے لئے دعا کی۔ قرآن کریم نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی صرف دعا کا ہی بلکہ آپ کے عمل کا بھی ذکر کیا ہے اور اس عمل کا اظہار ایک جگہ اس طرح فرمایا کہ ''وابراھیم الّذی وفّٰی'' کہ ابراہیم وہ تھا جس نے وفا کی۔ جس نے وفا کے ساتھ اپنے عہد کو نبھایا اور اس وفا کا صلہ پھر کیا ملا کہ ہزاروں سال بعد آج ہر مسلمان، دنیا میں کروڑوں مسلمان جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجتے ہیں تو ساتھ حضرت ابراہیم علیہ السلام پر بھی درود بھیجتے ہیں۔ یہ امیتاز جو درود بھیجنے کا ہے ابراہیم علیہ السلام کے وفا کی وجہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو نہیں ملا۔ بلکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے، کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابراہیم علیہ السلام کی نسل میں سے تھے، حضرت ابراہیم علیہ السلام کو بھی اس درود میں شامل کر لیا۔

ایک جگہ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں یہ بھی فرمایا کہ ابراہیم کے اسوہ پر چلو۔ وہ کیا اسوہ تھا؟ وہ وفا کا اسوہ تھا، وہ عبادات کا اسوہ تھا۔ انہوں نے اپنی عبادات کو قائم کرنے کے لئے دنیا کو دین سکھانے کے لئے اپنی بیوی اور بیٹے کی قربانی اس طرح کی کہ بے آب وگیاہ جگہ میں چھوڑ دیا۔ یہاں رہو اور خدا تعالیٰ کی عبادت کرو اور اس گھر کو آباد کرو۔

آپ لوگ جو ان ملکوں میں رہ رہے ہیں آپ کو تو اللہ تعالیٰ نے ہر طرح کی سہولتیں مہیا فرمائی ہیں۔ ہر طرح کی آسائش اور کشائش مہیا فرمائی ہے۔ آپ لوگوں کا کام ہے کہ اللہ تعالیٰ کے اور زیادہ شکرگزار بندے بنتے ہوئے ان مسجدوں کو نہ صرف آباد کریں بلکہ اس طرح آباد کریں۔ جس طرح آباد کرنے کا اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے۔ آپس میں محبت و پیار اور بھائی چارے کی فضا پیدا کرتے ہوئے آباد کریں۔ رُحَمَآءُ بَیْنَھُمْ کے نظارے دکھائیں۔ تبھی آپ کہہ سکتے ہیں کہ ہماری مسجدیں وہ مسجدیں ہیں جن کے بنانے کا اس زمانہ میں حضرت امام مہدی علیہ الصلوٰۃ والسلام، حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذریعے سے ہم نے آغاز کیا ہے اور ہم نے بناتے چلے جانا ہے۔ اگر یہ نہیں، اگر دلوں کے کینے ہیں، بغض ہیں، آپس کی رنجشیں ہیں، عہدیداروں اور غیر عہدیداروں میں آپس کی ہم مزاجی نہیں ہے، Understanding نہیں ہے تو مسجدوں میں آتے ہوئے آپ کے دل پھٹے رہیں گے۔ ہمیشہ یاد رکھیں ہمیشہ اس بات کو یاد رکھیں کہ امام مہدی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ماننے کے بعد، حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ماننے کے بعد کبھی ان لوگوں میں سے نہ بنیں جن کے بارہ میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ قُلُوْبُھُمْ شَتّٰی کہ ان کے دل پھٹے ہوئے ہیں۔ آپ کے دل ایک ہونے چاہئیں۔ ایک جسم کی طرح جماعت کا وجود ہونا چاہئے۔ ایک ساتھ ہر ایک کا دل دھڑکنا چاہئے۔ نمازوں میں آئیں تو ایک دوسرے کے لئے دعائیں کرنے والے ہوں۔ ایک دوسرے پر سلامتی بھیجنے والے ہوں۔ ایک دوسرے کے جذبات کا خیال رکھنے والے ہوں۔

یہی وفا ہے، یہی عہد ہے جو آپ نے اس زمانے میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے کرنے کا اعلان کیا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک لمبی حدیث ہے اس میں یہ بھی ہے کہ اے اللہ تعالیٰ مجھے عہد پورا کرنے والوں اور رکوع وسجود کرنے والوں میں سے بنا۔ تو عہد پورا کرنے والے کون ہیں؟ آپ نے اس زمانے کے امام کے ہاتھ پر ایک عہد کیا۔ شرائط بیعت آپ پڑھتے ہیں۔ تبلیغ کرتے ہوئے دوسروں کو پڑھاتے ہیں۔ کبھی خود بھی غور کرنا چاہئے کہ ہم کس حد تک ان شرائط بیعت پر عمل کر رہے ہیں۔ ہم کس حد تک اپنے عہدوں کو نبھا رہے ہیں۔ ہم کس حد تک اپنی وفا کے وعدے کو پورا کر رہے ہیں۔ اگر ہمارے جائزے خوشکن نہیں ہیں تو بڑی فکر کی بات ہے۔ صرف ایمان لے آنا، صرف قبول کر لینا کافی نہیں ہے۔ صرف اینٹ اور پتھر اور سیمنٹ کی عمارات کھڑی کر دینا کافی نہیں ہے بلکہ ان مساجد کو آپ کی عبادات کا ایک نمونہ ہونا چاہئے۔

ان مساجد کو آپ کے اعلیٰ اخلاق کا ایک نمونہ ہونا چاہئے۔ ان مساجد سے دنیا کو یہ پیغام ملنا چاہئے کہ یہاں سے پیار، محبت اور ہمدردی کے ہر وقت چشمے پھوٹتے ہیں۔ جب یہ سوچ ہوگی تو یقیناً آپ کی مساجد فائدہ مند ہونگی یقیناً آپ اپنا عہد پورا کرنے والے ہوں گے۔ یقیناً آپ کی عبادات وہ حق ادا کرنے والی عبادات ہوں گی جس کا اللہ تعالیٰ نے ہمیں حکم فرمایا ہے اور جس کی اس زمانے میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی جماعت سے توقع کی ہے۔

اللہ کرے کہ ہم سب اس معیار پر پورا اترنے والے ہوں اور اپنے عہد ووفا کو نبھانے والے ہوں۔ اپنے دلوں کو ٹٹولتے ہوئے ہر وقت اپنی اصلاح کی کوشش کرنے والے ہوں۔ اب دعا کر لیں''۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا یہ خطاب چھ بج کر 45 منٹ پر ختم ہوا اس تقریب کے آخر پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے دعا کروائی۔

مقامی جماعت نے ریفریشمنٹ کا انتظام کیا ہوا تھا۔ بعد ازاں لوکل امارت من ہائم اور حلقہ کے صدران نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ تصویر بنوانے کی سعادت حاصل کی۔ اس کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے مسجد کے بیرونی احاطہ میں ناشپاتی کا پودا لگایا اور حضرت بیگم صاحبہ مدّ ظلّہا نے آڑو کا پودا لگایا۔

بعد ازاں حضور انور ایدہ اللہ نے اس تقریب میں شامل ہونے والے مقامی جماعتوں کے تمام احباب کو شرف مصافحہ بخشا اور بچوں کو چاکلیٹ عطا فرمائیں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کچھ دیر کے لئے خواتین کی طرف تشریف لے گئے جہاں خواتین نے شرف زیارت حاصل کیا اور اپنے ہاں حضور انور کی موجودگی سے برکتیں حاصل کیں۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے ازراہ شفقت بچیوں کو چاکلیٹ عطا فرمائیں۔ مائیں اپنے گودوں میں لئے بچوں کو اٹھا اٹھا کر آگے کرتیں اور حضور انور سے پیار حاصل کرتیں۔ حضور انور ان گود میں لئے بچوں کو بھی چاکلیٹ عطا فرماتے۔

سات بج کر بیس منٹ پر یہاں سے جلسہ گاہ Mai Markt کے لئے روانگی ہوئی۔ یہاں سے جلسہ گاہ کا فاصلہ 3.3 کلومیٹر تھا۔ ساڑھے سات بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی جلسہ گاہ میں تشریف آوری ہوئی۔ جونہی حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ گاڑی سے باہر تشریف لائے، مکرم عبدالرحمٰن مبشر صاحب افسر جلسہ سالانہ جرمنی نے حضور انور کو خوش آمدید کہا اور شرف مصافحہ حاصل کیا۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے امیر صاحب جرمنی سے اگلے دن جمعہ کی شام کو طلباء کے ساتھ ہونے والے پروگرام کے بارہ میں دریافت فرمایا اور ہدایت فرمائی کہ اس پروگرام کو جلسہ گاہ کے مین ہال میں رکھنے کی بجائے جو تبلیغی پروگراموں کے لئے چھوٹا ہال ہے وہاں رکھ لیں۔

بعدازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنی رہائشگاہ پر تشریف لے گئے۔ جلسہ کے ایام میں حضور انور کی رہائش Mai Markt کے ایک رہائشی حصہ میں ہے۔

جماعت احمدیہ جرمنی 1995ء سے Mai Markt من ہائم (Mannheim) میں اپنے جلسہ سالانہ کا انعقاد کر رہی ہے۔ اس ''مئی مارکیٹ'' کا رقبہ دو لاکھ 85 ہزار مربع میٹر ہے۔ یہاں سارا سال بڑے بڑے فنکشن اور مختلف فیئرز ہوتے ہیں۔ اس ایریا میں اردگرد کے علاقہ میں بیس ہزار گاڑیوں کی پارکنگ کی گنجائش موجود ہے۔ یہاں کا سب سے بڑا ہال، مردانہ جلسہ گاہ کے طور پر استعمال ہوتا ہے۔ اس کا رقبہ آٹھ ہزار مربع میٹر ہے اور اس میں ایک وقت میں 24 ہزار آدمی بیٹھ سکتے ہیں۔ یہ ساری جگہ پختہ اور صاف ستھری ہے۔ اس وسیع وعریض ایریا میں لجنہ جلسہ گاہ اور مختلف شعبوں، نظامتوں اور دفاتر کے لئے مارکیز اور رہائش کے لئے خیمے لگا کر اور مختلف جگہیں تیار کر کے انتظامات مکمل کئے گئے ہیں۔ خدام نے دن رات وقارعمل کر کے ان انتظامات کو پایۂ تکمیل تک پہنچایا ہے۔

Mai مارکیٹ منہائم میں معائنہ انتظامات جلسہ سالانہ

سات بج کر پچاس منٹ پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنی رہائش گاہ سے باہر تشریف لائے اور پروگرام کے مطابق جلسہ سالانہ کے انتظامات کا معائنہ شروع ہوا۔

سب سے قبل نائب افسران جلسہ سالانہ نے جن کی تعداد 19 ہے، حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ سے شرف مصافحہ حاصل کیا۔ بعدازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے ان خدام وانصار کو شرف مصافحہ سے نوازا جو گزشتہ نو دس روز سے جلسہ کی تیاری کے لئے مسلسل وقارعمل میں مصروف ہیں اور اپنے آپ کو اس کام کے لئے وقف کیا ہوا ہے۔ ایسے احباب کی مجموعی تعداد ستّر ہے۔

اس کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے جلسہ سالانہ کے مختلف شعبہ جات میں سے سب سے پہلے ''شعبہ رجسٹریشن اور سیکیورٹی گیٹس'' کا معائنہ فرمایا۔ یہاں جلسہ میں شامل ہونے والے احباب کی کارڈز کی چیکنگ اور سکیننگ کا پروگرام گزشتہ سالوں سے جاری ہے۔ لیکن امسال اس کو مزید بہتر اور آرگنائز کیا گیا ہے اور ''الیکٹرک سسٹم سیکیورٹی گیٹس'' لگائے گئے ہیں۔ اب کوئی فرد بھی بغیر Card اور Barcode کے جلسہ گاہ میں داخل نہیں ہوسکتا اور اب اس بات کا احتمال ہی نہیں ہے کہ کوئی بھی فرد بغیر کارڈ چیکنگ کے جلسہ گاہ میں جا سکے۔ جلسہ گاہ میں Gates ہونے کی وجہ سے Computer Network کو بہتر انداز میں چلانے اور حاضری کو ہر طور پر صحیح Count کرنے کے لئے Mobile Scanning System بنایا گیا جس کے ذریعہ جلسہ گاہ میں کسی بھی جگہ Card Checking کی جاسکتی ہے۔

اسی طرح جو افراد اپنا I.D. Card اور Barcaode کسی وجہ سے جلسہ پر ساتھ نہیں لاسکے، ان کی جلسہ گاہ پر مکمل تصدیق کے بعد کارڈ بنانے اور Barcode پرنٹ کرنے کے لئے پرنٹنگ سسٹم رکھے گئے ہیں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے اس سارے سسٹم کا تفصیلی معائنہ فرمایا اور خود اپنے کارڈ کی بھی سکیننگ کی، بعدازاں حضور انور نے ازراہ شفقت امیر صاحب جرمنی، مبلغ انچارج صاحب جرمنی افسر صاحب جلسہ سالانہ جرمنی اور انچارج شعبہ سیکیورٹی گیٹ کے کارڈز کی بھی سکینگ کی۔ ہر کارڈ کی سکیننگ کے ساتھ جملہ کوائف مع تصویر سکرین پر آجاتے ہیں۔ پھر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ الیکٹرک سسٹم سیکیورٹی گیٹ سے بھی گزرے۔

اس معائنہ کے دوران ناظم صاحب شعبہ رجسٹریشن اور سیکیورٹی گیٹ نے اپنے معاونین کا تعارف بھی کروایا۔ سبھی معاونین انفارمیشن ٹیکنالوجی (I.T) سے تعلق رکھتے ہیں اور انہوں نے دن رات محنت کر کے یہ سارا سسٹم سیٹ کیا ہے اور سارے ملک کے احمدیوں کے لئے Card اور Barcode جاری کئے ہیں۔

حضور انور نے ازراہ شفقت ان سبھی معاونین کو شرف مصافحہ سے نوازا۔

اس کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے شعبہ MTA اور MTA سٹوڈیو کا معائنہ فرمایا۔ اور انتظامات کا جائزہ لیا۔

بعدازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز لنگر خانہ کے معائنہ کے لئے تشریف لے گئے اور انتظامات کا جائزہ لیا۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے نان سے ایک لقمہ سالن کے ساتھ لیا اور کھانے کا معیار دیکھا۔ لنگر خانہ کے معاونین نے حضور انور کے ساتھ مختلف گروپس میں تصاویر بنوانے کی سعادت حاصل کی۔ حضور انور نے ازراہ شفقت بعض کارکنان سے گفتگو بھی فرمائی۔

دیگ واشنگ مشین

لنگر خانہ سے باہر ایک ''دیگ واشنگ مشین'' لگائی گئی ہے۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے منتظمین سے دیگ دھونے کے پراسس کے بارہ میں کے بارہ میں گفتگو فرمائی اور ایک دیگ دھونے کا مکمل پراسس دیکھا۔ دیگ دُھلنے کے بعد کچھ چاول ساتھ لگے ہوئے تھے حضور انور نے فرمایا کہ برش بھی ساتھ ساتھ صاف رہنے چاہئیں تاکہ ان کے ساتھ لگے ہوئے چاول اتر جائیں اور دیگ کے ساتھ نہ آئیں۔ یہ مشین گزشتہ چار سالوں سے ہر جلسہ جرمنی کے موقع پر استعمال کی جا رہی ہے۔ ہر سال اس مشین میں کئی ٹیکنیکل بہتریاں لائی جاتی ہیں۔ یہ مشین مکمل طور پر Automatic کام کرتی ہے۔ اس کو ایک مرتبہ On کرنے کے بعد اور کوئی بٹن دبانے کی ضرورت نہیں ہوتی۔ اس کا پراسس اس طرح ہے کہ جب دیگ Railing سے مشین کے اندر داخل ہوتی ہے تو دیگ ایک Sensor کو

خدا تعالیٰ کے فضل اور رحم کے ساتھ
خالص سونے کے اعلیٰ زیورات کا مرکز
شریف جیولرز۔ ربوہ
☆ ریلوے روڈ: 0092 47 6214750
☆ اقصیٰ روڈ: 0092 47 6212515
SHARIF JEWELLERS
RABWAH - PAKISTAN

Touch کرتی ہے جس سے Computer-System ’’دیگ واش پروگرام‘‘ کوسٹارٹ کر دیتا ہے۔ سب سے پہلے پانی کا سسٹم سٹارٹ ہوتا ہے۔ دیگ کے اندر اور باہر اور پیندے پر سادہ پانی اور Washing Liquid کا سپرے(Spray) ہوتا ہے۔ پانی مشین میں لگے ہوئے ہیٹنگ سسٹم کے ذریعہ گرم کیا جاتا ہے۔ اس مشین میں Brush System انسٹالڈ ہیں جو کہ گھومتے ہوئے دیگ کے اندر کی صفائی کرتے ہیں۔ اس کے علاوہ دیگ بھی Rotate کرتی ہے۔ جس سے دیگ کے باہر اور پیندے کی بھی صفائی ہوتی ہے۔ دیگ کے اندر کام کرنے والے سسٹم پر Scrappers لگے ہوئے ہیں جو کہ ضرورت پر دیگ کے اندر لگے ہوئے چاول یا دیگر کھانے وغیرہ کو کھرچتے ہیں۔ دیگ دھونے پر اس کو Automatically باہر نکال دیا جاتا ہے اور مشین اگلی دیگ دھونے کے لئے گرین سگنل دیتی ہے۔ ایک دیگ کی صفائی پر 12 تا 15 لیٹر پانی استعمال ہوتا ہے۔

یہ مشین ایک Sps.Computer ، سات سینسرز (Sensors) تین Step Motors، دو Rotational Motors ، چار کنٹرولرز، دو عدد 24 Kw Heaters ، دو پمپس اور دیگر Electronic Componesnts پر مشتمل ہے۔

اس مشین کو تین احمدی نوجوان انجینئرز نے خود تیار کیا ہے اور بڑی لمبی محنت کے بعد تیار ہوئی ہے۔ ان بھائیوں میں سے ایک عطاء المنان حق صاحب ہیں جو Aeronotics میں Phd کر رہے ہیں۔ دوسرے ودود الحق صاحب ہیں جو Biology میں Phd کر رہے ہیں اور تیسرے بھائی جو ان دونوں کی مدد کر رہے ہیں وہ دسویں جماعت کے طالب علم ہیں۔

دیگ دھلنے کے پراسس کو دیکھنے کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے مشین کے ذریعہ پیاز کاٹنے کا پراسس دیکھا۔ بعد ازاں حضور انور نے سٹور کا معائنہ فرمایا۔ جہاں اجناس اور دیگر استعمال ہونے والی اشیاء بڑی تعداد میں ذخیرہ کی گئی تھیں۔ اس کے بعد حضور انور نے بازار کا معائنہ فرمایا۔ بازار میں مختلف اسٹالز لگائے گئے ہیں۔ ہر سٹال کے آگے خدم اپنے اپنے سٹال پر تیار کی جانے والی کھانے پینے کی اشیاء لے کر کھڑے تھے۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز ہر سٹال کے آگے سے گزرتے ہوئے ازراہ شفقت مختلف اشیاء میں سے کچھ حصہ لے کر ان خدام کو دیتے رہے اور یوں یہ خوش نصیب حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کی شفقت اور اس تبرک سے لطف اندوز ہوتے رہے۔ ایک طفل نے اپنے ہاتھ میں مٹھائی کی ٹرے پکڑے ہوئی تھی۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے اس میں سے ایک رس گلہ اپنے دست مبارک سے اس بچے کے منہ میں ڈالا۔ بچے نے نصف کھایا اور بقیہ نصف حضور انور نے اس کے ہاتھ میں تھما دیا۔ جس کو ساتھ کھڑے نوجوانوں نے اسی وقت محفوظ کرلیا۔ ان لوگوں کی خوشی نا قابل بیان تھی۔

بازار کے معائنہ کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے پرائیویٹ خیمہ جات کا معائنہ فرمایا۔ پرائیویٹ خیمہ جات کی مجموعی تعداد 585 تھی۔ امسال ان خیمہ جات کے گرد Fence لگائی گئی ہے اور گیٹ بھی بنائے گئے ہیں۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز ان خیمہ جات کے درمیانی راستہ میں گزرے۔ بعض فیملیاں اپنے خیموں کے پاس کھڑی تھیں اور بعض خیمے نصب کر رہی تھیں۔ سبھی اپنے ہاتھ بلند کر کے حضور انور کی خدمت میں سلام عرض کرتے اور خوش آمدید کہتے۔ حضور انور اپنا ہاتھ بلند کر کے ان کے سلام کا جواب دیتے۔ بچے دوڑتے ہوئے حضور انور کے پاس آتے حضور انور انہیں پیار کرتے۔ اس روز سینکڑوں خاندانوں نے حضور انور کو انتہائی قریب سے دیکھا اور شرف زیارت حاصل کیا اور برکتیں حاصل کیں۔ ہر ایک اپنی خوش نصیبی پر مسرور تھا۔

بعد ازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے لجنہ جلسہ گاہ کا معائنہ فرمایا اور ان کے جملہ انتظامات دیکھے اور تفصیل سے مختلف شعبوں کا جائزہ لیا۔ لجنہ کے جلسہ گاہ میں دو بڑی مارکی لگائی گئی ہیں ایک ان خواتین کے لئے ہے جن کے ساتھ چھوٹی عمر کے بچے ہوں گے جب کہ دوسری ان کے لئے ہے جن کے ساتھ چھوٹے بچے نہیں ہیں۔ لجنہ جلسہ گاہ کے معائنہ کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز مردانہ جلسہ گاہ کی طرف تشریف لے آئے۔ اور ہال میں داخل ہونے سے قبل بالائی منزل پر قائم شعبہ MTA کا معائنہ فرمایا۔ جلسہ گاہ کا تمام Live پروگرام یہاں سے ایڈٹ ہو کر آگے On Air جاتا ہے۔

بعد ازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز مردانہ جلسہ گاہ میں تشریف لے آئے جہاں پروگرام کے مطابق جلسہ سالانہ کی ڈیوٹیوں کی افتتاحی تقریب کا انعقاد ہونا تھا۔

تمام ناظمین اپنے اپنے معاونین کے ساتھ اپنے شعبہ کی تختی کے پیچھے کھڑے تھے۔ ناظمین جلسہ سالانہ کی مجموعی تعداد 120 ہے۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے تمام ناظمین کو شرف مصافحہ سے نوازا۔

تقریب معائنہ انتظامات

بعد ازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سٹیج پر تشریف لے آئے اور تقریب کا آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا جو مکرم باسل احمد بھٹی صاحب نے پیش کی اور بعد ازاں اس کا اردو اور جرمن زبان میں ترجمہ پیش کیا۔

حضور انور ایدہ اللہ کا کارکنان جلسہ سے خطاب وہدایات

بعد ازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے خطاب فرمایا۔

تشہدّ، تعوذ کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:۔

’’حسب روایت آج پھر تقریباً ایک سال بعد ہم یہاں جمع ہوئے ہیں۔ آپ میں سے اکثریت ان لوگوں کی ہے جو ہمیشہ ڈیوٹی دیتے آئے ہیں یا کئی سال سے ڈیوٹی دے رہے ہیں۔ کچھ تعداد ایسے نوجوانوں کی بھی ہوگی، نوعمر بچوں کی بھی ہوگی جو اس سال ڈیوٹی میں شامل ہوئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ سب کو احسن رنگ میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مہمانوں کی خدمت کی توفیق عطا فرمائے اور ہر ایک آپ میں سے اپنے آپ کو ڈیوٹی کی ادائیگی کے وقت اپنے فرض کی ادائیگی کے وقت اتنا ہی اہم سمجھے جتنا کہ آپ کے افسران کی ذمہ واری ہے۔ گو کہ آپ ماتحت ہیں، معاون ہیں، نائب ہیں، اسسٹنٹ ہیں، لیکن ذمہ داری ہر ایک کی اتنی ہے جتنی کہ افسر کی ہے۔ اس لئے ہر ایک کو اپنے اپنے سپرد کئے گئے مفوضہ فرائض کی ادائیگی کی طرف خاص طور پر توجہ دینی چاہئے تا کہ ہر کام احسن طریق سے Smoothly چلتا چلا جائے۔

ایک بات جو اس دفعہ میں خاص طور پر کہنا چاہتا ہوں۔ ہمیشہ کہتا ہوں UK میں ہر سال جلسہ سالانہ پہلے ہوتا تھا اس سال وہاں بعد میں ہو رہا ہے۔ وہاں کی جو ہدایات ہوتی تھیں وہ آپ تک پہنچ جاتی تھیں کہ ہر کام کرنے والا کارکن اور کام کرنے والی کارکنہ صرف اپنے سپرد جو ڈیوٹی ہے اس کی طرف ہی توجہ نہ دے بلکہ اپنے ماحول پر بھی نظر رکھے، آنے جانے والے مہمان پر نظر رکھے۔ گو کہ میں جو ہدایت دیا کرتا ہوں انشاء اللہ دے بھی دوں گا کہ تمام شامل ہونے والے مہمان بھی اپنے ماحول پر نظر رکھیں۔ لیکن آپ جن کی تعداد سینکڑوں بلکہ ہزاروں میں ہو چکی ہے ڈیوٹی دینے والے کارکنان، آپ کا بھی فرض ہے کہ جو جو یہاں کام کر رہا ہے یہاں ماحول پر نظر رکھے اور کسی بھی قسم کی اگر کوئی غیر معمولی بات دیکھیں تو اپنے افسران تک پہنچائیں۔

حضور انور نے فرمایا: جو سیکیورٹی والے ڈیوٹی پر ہیں یا اسکیننگ پہ ہیں یا کارڈ چیک کرنے پہ ہیں ان کو بعض مشکلات کا بھی سامنا کرنا پڑ سکتا ہے۔ بعض لوگ، بعض دفعہ چیکنگ کے دوران، یا سکینر میں سے گزرتے ہوئے یا جب آپ ان کی چیکنگ کر رہے ہوں گے تو سختی سے بھی پیش آئیں گے۔ آپ ان کی سختیاں برداشت کرلیں۔ لیکن اپنی ڈیوٹی کی ادائیگی میں کسی بھی قسم کی کوئی کمی نہیں ہونی چاہئے۔ بات ان کی سن لیں۔ لڑائی نہیں کرنی، جھگڑا نہیں کرنا، اگر کوئی زیادہ تلخ کلامی کرتا ہے یا سختی کرتا ہے یا کوئی ہاتھ بھی اٹھالیتا ہے تب بھی نہ کوئی کارکن نہ کوئی کارکنہ آگے سے سختی سے پیش آئے بلکہ ان کا کام ہے کہ آرام سے، تحمل سے ان کو سمجھائیں۔ اور اپنے افسران کو، شعبہ کے انچارج کو بتائیں، لیکن کسی سے ڈر کے کسی سے خوفزدہ ہو کے، کسی سے واقفیت کی بنا پر کوئی بھی، کسی بھی قسم کی کمی آپ کے کام میں نہیں ہونی چاہئے۔ یہ نہیں ہے کہ فلاں شخص میری جماعت کا ہے، یا فلاں شخص کا بھائی میری جماعت میں سے ہے اور میں اسے جانتا ہوں اس لئے اگر اس کا کارڈ گم ہو گیا ہے اور اس کو صرف اپنا نمبر یاد ہے تو اس نمبر کی بنا پر میں اس کو اندر جانے دوں۔ اگر نظام نے یہ پابندی لگائی ہے کہ کارڈ چیک کرنا ہے سکیننگ کرنی ہے تو جو بھی واقف ہو، بے شک قریبی ہو، آپ نے اس وقت تک اس کو اندر نہیں آنے دینا جب تک کہ اس کا کارڈ چیک نہیں ہو جاتا اور اس بارہ میں کسی بھی قسم کا تساہل نہیں ہونا چاہئے۔ باقی ذمہ داریاں تو آپ اللہ تعالیٰ کے فضل سے ادا کرتے ہیں۔ اور ہمیشہ میں کہا کرتا ہوں کہ ڈیوٹی دینے والوں کا سب سے بڑا فرض یہ ہے ان کی ڈیوٹی میں بھی برکت پڑے گی کہ وہ دعا کرنے والے ہوں۔ اس لئے اپنے اوقات کو دعاؤں میں بھی صرف کریں اور جو نمازوں کے اوقات میں فارغ ہوں وہ باجماعت نماز ادا کرنے کی کوشش کریں اور جن کی ڈیوٹی ہے وہ بعد میں باجماعت ادا کریں۔ لیکن نمازوں میں کسی بھی قسم کی کوتاہی نہیں ہونی چاہئے۔ ان دنوں میں خاص طور پر ہر ایک کا فرض ہے کہ دعاؤں کی طرف توجہ دے اور جو اس کام کے لئے منتظم بنائے گئے ہیں ان کا تو دوسروں سے زیادہ فرض بن جاتا ہے کہ اپنی نمازوں اور دعاؤں کی طرف خاص توجہ کریں اللہ تعالیٰ آپ سب کو احسن رنگ میں خدمت کرنے کی توفیق عطا فرمائے اب دعا کر لیں‘‘۔

خطاب کے آخر پر حضور انور نے دعا کروائی۔ اس طرح نو بج کر 17 منٹ پر جلسہ کی ڈیوٹیوں کی یہ تقریب اپنے اختتام کو پہنچی۔ اس کے بعد پروگرام کے مطابق جلسہ سالانہ کے کارکنان کا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ اجتماعی کھانے کا پروگرام تھا۔ اس پروگرام سے قبل حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز شعبہ تبلیغ کے ہال میں تشریف لے گئے جہاں مختلف زبانوں کے لٹریچر کی نمائش کی گئی تھی اور بڑے بڑے پوسٹر اللہ تعالیٰ، محمد رسول اللہ ﷺ، اسلام، قرآن کریم، حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام، خلفائے احمدیت اور یورپ میں اسلام کے عناوین پر تیار کئے گئے تھے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اس نمائش کا معائنہ فرمایا۔ یہاں کبابیر سے آنے والی ایک فیملی بھی موجود تھی حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے ازراہ شفقت انہیں شرف مصافحہ سے نوازا اور ان کا حال دریافت فرمایا۔

بعد ازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کھانے کی مارکی میں تشریف لے آئے جہاں دو ہزار کارکنان نے اپنے پیارے آقا کی معیّت میں کھانا کھایا۔ کارکنات کے کھانے کے لئے لجنہ جلسہ گاہ کے احاطہ میں علیحدہ انتظام کیا گیا تھا جہاں حضرت بیگم صاحبہ مدّ ظلّہا شامل ہوئیں۔ کارکنات کی تعداد پانچ صد سے زائد ہے۔

کھانے کی اس تقریب کے آخر پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے دعا کروائی۔

بعد ازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مردانہ جلسہ گاہ میں تشریف لا کر نماز مغرب وعشاء جمع کر کے پڑھائیں۔ نمازوں کی ادائیگی کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنی رہائشگاہ پر تشریف لے گئے۔

(باقی آئندہ)

مکرم مولانا دوست محمد صاحب شاہد کی سیرت وسوانح

خاکسار مکرم ومحترم مولانا دوست محمد صاحب شاہد مؤرخ احمدیت کی سیرت وسوانح پر کتاب مرتب کرنے کا ارادہ رکھتا ہے۔ اس سلسلہ میں مکرم مولانا صاحب سے متعلق یادیں، فوٹو، خطوط، آڈیو ویڈیو کیسٹ یا کوئی اور مواد مہیا کرنے کی درخواست ہے۔ اس تعاون کے لئے خاکسار بیحد ممنون ہوگا۔

ڈاکٹر سلطان احمد مبشر
ابن مکرم ومحترم مولانا دوست محمد صاحب شاہد
فون نمبر: 00-92-47-6212198
00-92=333-6707198
ای میل: samubashir@gmail.com

Technical Magazine IAAAE H/Q Rabwah (Pakistan)

خدا کے فضل سے IAAAE مرکز سے ہر سال ٹیکنیکل میگزین شائع کرنے کی سعادت حاصل کرتی رہتی ہے۔ اپنے اگلے شمارہ کے لئے تمام انجینئرز، آرکیٹکٹس اور اہل علم احباب وخواتین سے درخواست ہے کہ مختصر، عام فہم، دلچسپ اور معلوماتی مضامین بھجوا کر ممنون فرمائیں۔ مرد حضرات اپنے مضمون کے ساتھ تصویر بھی بھجوائیں۔ یہ مضامین درج ذیل ای میل پتہ پر بھجوائے جا سکتے ہیں:

انجینئر محمود مجیب اصغر (صدر ٹیکنیکل میگزین کمیٹی)
IAAAE عقب گولبازار ربوہ
sharis70@gmail.com
haris@iaaae.com
Phone: +92-47-6214582
Fax: + 92-47-6212296

الفضل ڈائجسٹ

(مرتبہ : محمود احمد ملک)

اس کالم میں ان اخبارات و رسائل سے اہم ودلچسپ مضامین کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے جو دنیا کے کسی بھی حصہ میں جماعت احمدیہ یا ذیلی تنظیموں کے زیرانتظام شائع کئے جاتے ہیں۔خط وکتابت کیلئے ہمارا پتہ حسب ذیل ہے:

AL-FAZL DIGEST, 22 DEER PARK ROAD, LONDON SW19 3TLU.K.

حضرت منشی معراج الدین صاحبؓ لاہور

روزنامہ ’’الفضل‘‘ ربوہ 28/ جولائی 2008ء میں حضرت منشی معراج الدین صاحبؓ آف لاہور کا مختصر ذکرخیر شامل اشاعت ہے۔

حضرت منشی صاحب 1875ء میں میاں عمردین کے ہاں پیدا ہوئے۔آپؓ کے دادا میاں الٰہی بخش کے بھائی میاں محمد سلطان ٹھیکیدار تھے جنہوں نے لاہور ریلوے سٹیشن، ضلع کچہری اور سرائے سلطان تعمیر کروائی تھی۔

حضرت منشی صاحبؓ حضرت مولوی رحیم اللہ صاحب کی تبلیغ سے 1892ء میں احمدی ہوئے اور چند سال میں اپنے سارے خاندان کو احمدیت کی آغوش میں لے آئے۔ رجسٹر بیعت میں آپؓ کا نام نمبر 144 پر درج ہے۔’’تحفہ قیصریہ‘‘ میں جلسہ ڈائمنڈ جوبلی، ’’کتاب البریہ‘‘’’آریہ دھرم‘‘ میں پُرامن جماعت احمدیہ،’’حقیقۃ الوحی‘‘ میں نشانات کے گواہ کے طور پر آپ کا ذکر موجود ہے۔

آپؓ کو تحریر کا خوب ملکہ تھا اور قابل انشاء پرداز تھے۔’’براہین احمدیہ‘‘ ہرچہار حصص کی ایک اشاعت پر آپ نے اس کا دیباچہ لکھا۔حضرت اقدس کی تائید میں ٹریکٹ وغیرہ لکھ کر شائع کرواتے تھے۔آپ کی کتب میں ’’صداقت مریمیہ‘‘ تقویم جنتری (1883ء تا 1907ء) (The crusification by an eye witness) (ترجمہ) شامل ہیں۔آپ اخبار بدر قادیان کے مالک رہے۔

آپؓ کی وفات 21 جولائی 1940ء کو ہوئی۔ آپ کے 12 بیٹے اور بیٹیاں تھے جن میں سے محترم میاں نذیر احمد صاحب بطور نائب ایڈیٹر الفضل خدمات بجالاتے رہے۔

مکرم چوہدری محمد حنیف ساہی صاحب

روزنامہ ’’الفضل‘‘ ربوہ 28/جولائی 2008ء میں مکرم عبدالرحمٰن ساہی صاحب اپنے دادا مکرم چودھری محمد حنیف ساہی صاحب کا ذکرخیر کرتے ہیں۔

1939ء میں ایک چھوٹے سے گاؤں قادرآباد (نزد گوجرہ) میں صوبیدار میجر عبدالقادر صاحب فوج سے ریٹائرڈ ہوکر آئے تو کچھ روز بعد اُن کے احمدی ہوجانے کا علم ہوا۔ یہ خبر ایک بھونچال سے کم نہ تھی۔ گاؤں کے تمام لوگ بالخصوص مذہبی رجحان رکھنے والے چوہدری اور مسجد کے مولوی نے اُنہیں احمدیت سے تائب کرانے کا بیڑہ اٹھالیا۔صوبیدار صاحب نے بھی اعلان کردیا کہ میں نے احمدیت کسی جذباتی فیصلہ کے تحت قبول نہیں کی بلکہ بہت غور اور مطالعہ کے بعد کی ہے اور اب اگر قرآن کریم سے کوئی میرے عقائد کو ثابت کرنے کی صلاحیت رکھتا ہے تو وہ میرے پاس آئے۔ چنانچہ مذہبی بحثوں کا آغاز ہوا جن میں ایک نوجوان محمد حنیف بھی موجود ہوتے جو صوبیدار صاحب کے چچازاد بھائی تھے۔

محمد حنیف صاحب بچپن میں ہی والد کے سایہ عاطفت سے محروم ہو گئے تھے۔ چونکہ والد نے کوئی جائیداد نہیں چھوڑی تھی اس لئے نہ صرف ان کا بچپن بہت تنگی اور عسرت میں گزرا بلکہ وہ مدرسہ کی تعلیم سے بھی محروم رہے۔تاہم مسجد جاکر قرآن کریم ناظرہ سیکھ لیا۔ وہاں مولوی صاحب نے ہی انہیں بتایا تھا کہ یہ زمانہ امام مہدی اور مسیح کے آنے کا ہے۔اب چچازاد بھائی کے احمدی ہونے پر یہ بھی تحقیق میں سرگرم ہوگئے اور مذہبی بحثوں کو سننے کے لئے جاتے۔

حنیف صاحب کہتے ہیں کہ جب مَیں بھائی صوبیدار کے پاس جاتا تو وہ مجھے سچے لگتے اور جب دوسروں کے پاس جاتا تو میں پھر متذبذب ہونے لگتا۔ جب میں نے اس کا ذکر بھائی صاحب سے کیا تو انہوں نے کہا کہ دلائل تو سارے مَیں نے بیان کردئے ہیں، اب انشراح صدر کے لئے خدا سے پوچھو کیونکہ حضرت مرزا صاحب کو اللہ تعالیٰ نے ہی بھیجا ہے اس لئے وہ ضرور تمہاری مدد کرے گا۔ چنانچہ میں نے دن کو روزوں اور راتوں کو عبادت اور اللہ کے حضور آہ وزاری شروع کردی۔ راتوں کو گھر سے باہر نکل جاتا اور کھلے آسمان تلے چٹیل میدانوں میں رو روکر سجدے کرتا اور بیقراری سے لوٹ پوٹ ہوجاتا یہاں تک کہ لوگ مجھے دیوانہ سمجھنے لگے اور خود مجھے بھی گمان ہونے لگا کہ اگر میری یہی حالت رہی تو یا میں مرجاؤں گا یا پاگل ہو جاؤں گا۔ پھر میرے خدا نے مجھے حضور علیہ السلام کے تمام دعاوی پر مکمل انشراح صدر عطا فرما دیا اور میں نے 1945ء میں پہلے بذریعہ خط اور اسی سال جلسہ سالانہ پر قادیان جاکر حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کے ہاتھ پر بیعت کرلی۔جلد ہی میری بیوی بھی احمدی ہوگئی۔ پھر مَیں نے احمدیت کے بارہ میں جاننے کے لئے پڑھنا سیکھا تاکہ الفضل اور تفسیر صغیر پڑھ لوں۔ پاکستان بننے کے بعد کئی احمدی خاندان ہمارے گاؤں میں آ بسے تو عبدالقادر صاحب نے قریباً 15 مرلے زمین مسجد کے لئے دیدی اس پر مسجد بھی تعمیر کردی۔

محترم چودھری محمد حنیف ساہی صاحب بعد ازاں قادرآباد میں صدر جماعت بھی رہے۔ احسن رنگ میں جماعتی نظام چلاتے۔تہجدگزار تھے۔کم آمدنی کے باوجود وہ ہر مالی تحریک میں حصہ لیتے۔نظام وصیت میں شامل ہوکر اپنی زندگی میں ہی انہوں نے اپنا حصہ جائیداد ادا کردیا۔19/دسمبر 1983ء کو وفات پائی اور بہشتی مقبرہ ربوہ میں تدفین ہوئی۔

محترم صوبیدار صلاح الدین رشید صاحب

روزنامہ ’’الفضل‘‘ ربوہ 18/اپریل 2008ء میں مکرمہ ط۔شکیل صاحبہ نے اپنے تایا محترم صوبیدار صلاح الدین رشید صاحب کا ذکرخیر کیا ہے۔

محترم صوبیدار صلاح الدین صاحب ابن حضرت حکیم نظام الدین صاحبؓ (سابق مربی سلسلہ کشمیر) 18 مارچ 1918ء کو اکھنور کشمیر میں پیدا ہوئے۔آپ نے ابتدائی تعلیم قادیان میں حاصل کی۔ پھر کپورتھلہ میں میڈیکل کی تعلیم حاصل کرنا شروع کی لیکن حالات سازگار نہ ہونے کی وجہ سے تعلیم ترک کردی اور حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کی تحریک پر فوج میں بھرتی ہوگئے۔دوسال عراق کے شہر کرکوک میں بھی رہے اور 1944ء میں واپس آئے۔ کچھ عرصہ کے بعد پونا میں تعیناتی ہوگئی جہاں ایک مخالف ساتھی بہت بدزبان تھا جو آپ کے سمجھانے کے باوجود شوخی میں بڑھتا چلا گیا۔ ایک دن ہاکی کھیلتے ہوئے گینداس زور سے اُس کے پیٹ کے نیچے لگی کہ ڈاکٹروں نے کہا کہ اگر بچ بھی گیا تو معذور ہوجائے گا۔ اس پر اُس نے آپ کو بلایا اور عاجزی سے معافی مانگی اور کہنے لگا حضور کی خدمت میں بھی دعا کا خط لکھ دیں۔ پھر آپ کے کہنے پر اُس نے خط لکھا۔ اللہ تعالیٰ نے اُس کو مکمل شفا دی اور کچھ عرصہ بعد اُس نے قادیان جاکر احمدیت قبول کرلی۔

ماہنامہ ’’النور‘‘ دسمبر 2008ء میں مکرمہ عطیہ دین صاحبہ نے بھی اپنے دادا محترم صوبیدار صلاح الدین صاحب کا ذکرخیر کیا ہے۔

آپ ایک انتہائی پیاری شخصیت کے مالک تھے۔آپ کا وجود آپ کے اپنوں اور غیروں سب کے لئے انتہائی شفقت لئے ہوئے تھا۔خلیفۂ وقت اور نظامِ جماعت سے آپ کو انتہا درجے کا عشق اور وابستگی تھی۔ حضور کی خدمت میں روزانہ خط لکھتے۔ایک دفعہ میں نے آپ کو دُعا کا خط دیتے ہوئے کہا کہ یہ حضور کو پوسٹ کردیں۔آپ نے خط کو سرسری انداز میں دیکھا اور مجھے واپس کرکے کہا کہ اسے دوبارہ لکھو تم نے دوتین لفظ کاٹے ہوئے ہیں اور یہ خلیفۂ وقت کی بے ادبی ہے۔

1974ء کے ہنگاموں میں آپ کا گھر سرگودھا میں جلادیا گیا۔ گھر سے نکلتے ہوئے آپ کو چھت سے چھلانگ لگانی پڑی جس سے ریڑھ کی ہڈی میں شدید چوٹ آئی اور آپ کچھ عرصہ فضل عمر ہسپتال ربوہ میں داخل رہے۔ کچھ عرصہ بعد لاہور منتقل ہوگئے اور مقامی جماعت میں دینی خدمت بجالاتے رہے۔ 1984ء میں آپ ربوہ آگئے اور 2002 تک یہاں مقیم رہے۔ اس دوران دس سال تک گولبازار ربوہ کی جماعت کے صدر بھی رہے اور مسجد المہدی کے امام الصلوٰۃ بھی۔ دفتر انصار اللہ میں بھی رضاکارانہ طور پر خدمت سرانجام دیتے رہے۔ مسجد المہدی میں جب 2/ستمبر 1996ء کو بم دھماکہ ہوا تو آپ وہاں موجود تھے۔آپ بیان کرتے تھے کہ دھماکہ کے وقت میں نے ایک ٹکڑے کو اپنی طرف انتہائی تیزی سے آتے اور پھر واپس مُڑتے دیکھا۔

آپ تہجدگزار تھے اور تہجد میں اُن کے نام لے کر دعا کرتے جنہوں نے آپ سے دعا کے لئے کہا ہوتا۔ قرآن پاک سے محبت ورثے میں ملی تھی۔ رمضان اور شوال کے روزے ہمیشہ رکھتے۔وفات سے قبل 90 سال کی عمر ہونے کے باوجود آپ نے اس سال بھی سارے روزے رکھے تھے۔ بہت چھوٹی عمر میں نظام وصیت میں شامل ہوئے اور وفات کے وقت آپ کی تیسرے حصہ کی وصیت تھی۔ چندوں کی ادائیگی میں بھی بہت آگے تھے۔ ملازمت کے دَور میں کئی بار اپنی پوری تنخواہ چندوں میں دے آتے تھے اور گھر میں اتنی تنگی ہوتی کہ کھانے کو بھی کچھ نہ ہوتا۔ گھر کے کاموں میں ہاتھ خوشی سے بٹاتے کہ یہ سنّت ہے۔ میری شادی کے کچھ دن بعد آپ نے مجھے بلوایا اور 500 ڈالر دیئے اور پوچھا کہ تم ان پیسوں کا کیا کروگی۔ میں نے کہا کہ سوچوں گی۔ تو آپ کہنے لگے زیور کپڑے تو تم نے بہت بنالئے ہیں اب میرا مشورہ مانو تو ان پیسوں سے اپنے زیور کی زکوٰۃ ادا کردو اور اس کے ساتھ ہی مجھے فارم پُر کرنے کیلئے دیا اَور کہا کہ اگر تم نے نیت کرلی ہے تو ابھی یہ فارم پُر کرکے مجھے دو، سو میں نے ایسا ہی کیا۔ دیگر چندے دیتے وقت بھی ہمیں شامل کرتے۔ نادار طلبہ اور نادار مریضوں کی امداد بھی اکثر کرتے۔اور اِس نیکی کو انجام دینے کے لئے تکلیف اٹھاکر بھی ہرممکن بچت کرتے۔

آپ ہر شخص کی ذہنی سطح کو مدِّنظر رکھتے ہوئے اُس سے بات کرتے۔ بے انتہاء عاجزی تھی۔ اگرچہ آپ دینی اور علمی معلومات کا خزانہ تھے لیکن کبھی دوسروں کو متأثر کرنے کی کوشش نہ کرتے۔

آپ نے 31/دسمبر 2007ء کو وفات پائی اور بہشتی مقبرہ میں تدفین ہوئی۔

ماہنامہ ’’النور‘‘ امریکہ جنوری 2008ء میں شامل اشاعت مکرمہ امۃ الباری ناصرؔ صاحبہ کی ایک نظم سے انتخاب ہدیۂ قارئین ہے:

سوسال خلافت جو تسلسل سے رواں ہے
دراصل مسیحا کی صداقت کا نشاں ہے
اب عافیت و امن کا منبع ہے خلافت
دنیا کے مفاسد سے اماں ہے تو یہاں ہے
اس ڈھال کے پیچھے ہی ہراک فتح وظفر ہے
اب دین کی واللہ خلافت میں ہی جاں ہے
ہے خیر کا سرچشمہ دعاؤں کا ادارہ
یہ دل ہے خلیفہ کا یا تقویٰ کا مکاں ہے

روزنامہ ’’الفضل‘‘ ربوہ 21/اگست 2008ء میں شامل اشاعت مکرم عبدالکریم خالد صاحب کی ایک نظم سے انتخاب ہدیہ قارئین ہے:

سدا مہکو چمن میں اے بہارو اے مرے پیارو
پھلو پھولو مری آنکھوں کے تارو اے مرے پیارو
ستاروں سے بھرو دامن مناؤ جشن لیکن تم
شبِ تنہائی میں اس کو پکارو اے مرے پیارو
افق پر صبح کے آثار ظاہر ہورہے ہیں اب
جبیں سے گرد پونچھو، شب اتارو اے مرے پیارو
خلافت سے تعلق ہی تمہاری اصل طاقت ہے
وفا سے اس تعلق کو سنوارو اے مرے پیارو

Muslim Television Ahmadiyya
Weekly Programme Guide
20th August 2010 – 26th August 2010

Please Note that programme and timings may change without prior notice. All times are given in Greenwich Mean Time.
For more information please phone on +44 20 8875 4272 or +44 20 8875 4273 or fax +44 20 8874 8344

Friday 20th August 2010

00:00	Tilawat: Recitation of the Holy Qur'an by Qari Muhammad Aashiq.
01:10	MTA World News
01:30	Insight & Science and Medicine Review
02:20	Tilawat by Hani Tahir.
03:30	Seerat Sahaba Rasool (saw)
04:05	Zinda Log: a programme on the martyrs of Ahmadiyyat.
04:25	Historic Facts
05:00	Khabarnama
05:20	Qur'anic Archaeology
06:05	Tilawat
07:40	Zinda Log
08:10	Dars-e-Hadith
08:30	Historic Facts
09:05	Siraiki Service
09:00	Indonesian Service
10:30	Darsul Qur'an: an in-depth explanation of Qur'anic verses, by Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra). Recorded on 22nd March 1992.
12:00	Live Friday sermon
13:15	Tilawat & Dars-e-Hadith
13:40	Zinda Log
14:10	Shotter Shondhane
15:15	Adaab-e-Zindagi
16:00	Khabranama
16:15	Friday Sermon [R]
17:25	Shamail-e-Nabwi [R]
18:00	MTA World News
18:25	Tilawat: by Hani Tahir.
19:30	Arabic Service
21:35	Darsul Qur'an: an in-depth explanation of Qur'anic verses, by Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra). [R]
22:30	Friday Sermon [R]
23:40	Tilawat

Saturday 21st August 2010

01:20	MTA World News & Khabarnama
02:10	Tilawat: By Hani Tahir
03:05	Dars-e-Hadith
03:30	Seerat-un-Nabi (saw): a discussion about the life and character of the Holy Prophet (saw).
04:15	Khabarnama
04:30	Zinda Log
04:55	Friday Sermon
06:00	Tilawat, Dars-e-Hadith & International Jama'at News
08:30	Friday Sermon [R]
09:40	Indonesian Service
10:40	Darsul Qur'an: an in-depth explanation of Qur'anic verses, by Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra). Recorded on 29th March 1992.
12:35	Tilawat & Dars-e-Hadith
13:05	Yassarnal Qur'an: a programme teaching children how to recite the Holy Qur'an, with Qari Muhammad Aashiq.
13:25	Bangla Shomprochar
14:30	Gulshan-e-Waqfe Nau (Lajna) class with Huzoor recorded on 22nd March 2009.
15:35	Dars
16:00	Khabarnama
16:15	Rah-e-Huda: interactive talk show.
18:00	MTA World News
18:30	Tilawat: by Hani Tahir
19:15	Yassarnal Qur'an
19:35	Arabic Service
21:40	International Jama'at News
22:10	Darsul Qur'an: an in-depth explanation of Qur'anic verses, by Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra). [R]

Sunday 22nd August 2010

00:00	Tilawat
01:45	MTA World News & Khabarnama
02:20	Yassarnal Qur'an: a programme teaching children how to recite the Holy Qur'an, with Qari Muhammad Aashiq.
02:40	Tilawat: by Hani Tahir.
03:35	Friday Sermon recorded on 9th July 2010.
04:50	Seerat-un-Nabi (saw)
05:20	Zinda Log
06:00	Tilawat & Dars
08:05	Zinda Log
08:20	MTA International Jamaat News
08:55	Faith Matters
10:00	Indonesian Service
11:00	Darsul Qur'an: an in-depth explanation of Qur'anic verses, by Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra).
12:50	Tilawat
13:00	Zinda Log
13:30	Bengali Reply to Allegations.
14:30	Friday Sermon
15:35	Bustan-e-Waqfe Nau
16:30	Khabarnama
16:50	Faith Matters
18:20	Tilawat: by Hani Tahir
19:15	Seerat Sahaba Rasool
19:50	Arabic Service
21:50	Darsul Qur'an: an in-depth explanation of Qur'anic verses, by Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra). [R]
23:40	Tilawat

Monday 23rd August 2010

01:25	MTA World News & Khabarnama
01:40	Khabarnama
02:00	Tilawat & Dars
03:40	Seerat Sahaba Rasool (saw)
04:20	Zinda Log
04:35	Khabarnama
04:55	Friday Sermon
06:00	Tilawat & Dars-e-Hadith
08:00	Zinda Log
08:35	International Jamaat News
09:10	Jalsa Salana Speeches: a speech delivered by Muhammad Inam Ghauri about the character of the Holy Prophet Muhammad (saw).
09:45	Indonesian Service: Indonesian translation of the Friday sermon delivered on 11th June 2010.
11:10	Darsul Qur'an: an in-depth explanation of Qur'anic verses, by Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra). Recorded on 27th February 1993.
13:10	Tilawat
13:20	Zinda Log
13:55	Bangla Shomprochar
15:00	Friday Sermon
16:00	Khabarnama
16:20	Rah-e-Huda
17:55	MTA World News
18:10	Seerat-un-Nabi (saw)
19:15	Tilawat: by Hani Tahir.
20:00	Arabic Service
21:00	Liqa Ma'al Arab
22:00	Darsul Qur'an: an in-depth explanation of Qur'anic verses, by Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra). [R]
23:50	Tilawat

Tuesday 24th August 2010

01:30	MTA World News & Khabarnama
02:10	Tilawat By Hani Tahir
03:00	Dars-e-Hadith
03:15	Insight & Science and Medicine Review
03:55	Seerat-un-Nabi (saw)
04:30	Zinda Log
05:05	Khabarnama
05:35	Dars-e-Malfoozat
06:00	Tilawat & Dars-e-Hadith
08:05	Zinda Log
08:55	Insight & Science and Medicine Review
08:35	Gulshan-e-Waqfe Nau (Khuddam) class with Huzoor.
10:10	Indonesian Service
11:10	Darsul Qur'an: an in-depth explanation of Qur'anic verses, by Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra). Recorded on 28th February 1993.
12:40	Tilawat
13:00	Zinda Log
13:40	Bangla Shomprochar
14:40	Huzoor's Address to Lajna Ijtema UK 2007: concluding address delivered by Hadhrat Khalifatul Masih V on 4th November 2007.
15:15	Gulshan-e-Waqfe Nau (Khuddam) class with Huzoor and members of the Waqfe Nau scheme. [R]
16:10	Khabarnama
16:25	Let's Talk about Ramadhan
16:50	Dars-e-Malfoozat
17:15	Seerat-un-Nabi (saw): a programme on the life and character of the Holy Prophet Muhammad (saw).
18:00	MTA World News
18:15	Tilawat: by Hani Tahir.
19:15	Arabic Service
20:15	Arabic Service: Arabic translation of Friday sermon delivered on 11th June 2010.
21:15	Insight & Science and Medicine Review
21:50	Darsul Qur'an: an in-depth explanation of Qur'anic verses, by Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra).
23:20	Tilawat

Wednesday 25th August 2010

01:00	MTA World News
01:30	Khabarnama
02:05	Tilawat & Dars-e-Hadith
03:10	Let's talk about Ramadhan
03:35	Darsul Qur'an
05:00	Zinda Log
05:40	Khabarnama
06:00	Tilawat & Dars-e-Hadith
08:00	Zinda Log
08:30	Bustan-e-Waqfe Nau Class with Huzoor recorded on 10th January 2004.
09:45	Indonesian Service
11:00	Darsul Qur'an: an in-depth explanation of Qur'anic verses, by Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra). Recorded on 6th March 1993.
12:35	Tilawat & Zinda Log
13:30	Bangla Shomprochar
14:35	From the Archives: Friday sermon delivered by Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) on 22nd November 1985 about the ways of attaining God's pleasure.
15:25	Art Class with Wayne Clements.
16:00	Khabarnama
16:25	Dars-e-Hadith
16:50	Jalsa Seerat-un-Nabi (saw): part 1, including various speeches in Urdu.
18:00	MTA World News
18:15	Tilawat: Recitation of the Holy Qur'an by Hani Tahir.
19:30	Arabic Service: a talk in Arabic about Ramadhan.
20:30	Liqa Ma'al Arab: A regular sitting of Arabic speaking friends with Hadhrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul Masih IV (ra). Session no. 428, recorded on 23 July 1998 in English and Arabic.
21:45	Darsul Qur'an: an in-depth explanation of Qur'anic verses, by Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra). [R]
23:20	Tilawat

Thursday 26th August 2010

01:00	MTA World News & Khabarnama
01:40	Art Class with Wayne Clements.
02:10	Tilawat: recitation of the Holy Qur'an by Hani Tahir.
02:55	Zinda Log: a documentary about the Martyrs of Ahmadiyyat.
03:15	Dars-ul-Qur'an: an in-depth explanation of Qur'anic verses, by Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra). Recorded on 6th March 1993.
04:55	From the Archives: Friday sermon delivered by Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) on 22nd November 1985 about the conspiracies against Ahmadiyyat.
05:40	Khabarnama: Daily International News in Urdu.
06:00	Tilawat
06:20	Dars-e-Malfoozat
06:35	Kenya National Park: A visit to mboseli National Park.
07:00	Gulshan-e-Waqfe Nau (Nasirat) class with Huzoor, recorded on 2nd January 2010.
08:05	Faith Matters
09:10	English Mulaqat: a question and answer session with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and English speaking guests recorded on 16th June 1996.
10:15	Indonesian Service
11:15	Pushto Muzakarah
12:00	Tilawat
12:15	Yassarnal Qur'an: a programme teaching children how to recite the Holy Qur'an, with Qari Muhammad Aashiq.
13:30	Bengali Service: Bengali translation of the Friday sermon, recorded on 14th May 2010.
14:45	English Mulaqa'at: A question and answer session with Hadhrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul Masih IV (ra) and English speaking friends. Session no. 9. Recorded on 17th April 1994.
16:00	Khabarnama
16:25	Jesus in India: a series of Urdu discussion programmes on the books of the Promised Messiah (as).
17:10	Yassarnal Qur'an: A programme presented by Qari Muhammad Aashiq.
17:25	Seerat-un-Nabi (saw): a discussion programme about the life and character of the Holy Prophet Muhammad (saw).
17:55	MTA World News
18:10	Tilawat: Recitation of the Holy Qur'an by Hani Tahir.
19:30	Arabic Service
21:30	Dars-ul-Qur'an: an in-depth explanation of Qur'anic verses, by Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra). Recorded on 7th March 1993.
23:05	Tilawat: recitation of the Holy Qur'an by Qari Muhammad Aashiq.

Please note MTA2 will be showing French service & German service at 16:00 & 17:00 (GMT).

Al Fazl International Weekly, London

TAHIR HOUSE - 22 DEER PARK ROAD, LONDON SW19 3TL (U.K.)

ISSN: 1352 9587

Tel: (020) 8544 7603

Fax: (020) 8544 7611

Email:alfazlint@alislam.org

Vol 17 Friday 13 August , 2010 Issue No. 33

حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے دورہ بیلجیم و جرمنی، جون 2010ء کی مختصر رپورٹ

ہر وہ احمدی جو مسجد میں آتا ہے اس بات کو خاص طور پر اپنے ذہن میں رکھے کہ ہماری مساجد کا ایک امتیاز ہے اور وہ امتیاز ان مساجد کا تقدس قائم کرنا ہے۔ وہ امتیاز اپنے دلوں کو کینوں اور بغضوں اور کدورتوں سے پاک کرنا ہے۔ وہ امتیاز خالص ہو کر خدا تعالیٰ کے آگے جھکتے ہوئے اپنی عاجزی اور انکساری کا اظہار کرنا ہے۔ وہ امتیاز عبادتوں کے ساتھ ساتھ ایک دوسرے کے جذبات کا خیال رکھنا ہے۔ وہ امتیاز حقوق العباد کی ادائیگی کرنا ہے۔ جب یہ چیزیں پیدا ہوں گی تب آپ کہہ سکتے ہیں کہ ہاں ہماری مساجد یقیناً وہ مساجد ہیں جو ہماری مسجدوں کو دوسرے مسلمانوں کی مساجد سے ممتاز کرتی ہیں۔

(جرمنی میں مساجد کی تعمیر کے منصوبہ کے تحت تعمیر ہونے والی 29 ویں مسجد احسان (منہائیم) کے افتتاح کے موقع پر حضور انور ایدہ اللہ کا بصیرت افروز خطاب)

مئی مارکیٹ منہائیم میں جلسہ سالانہ کے انتظامات کا معائنہ اور کارکنان سے خطاب میں اہم ہدایات۔

(حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی جرمنی میں مصروفیات کی مختصر جھلکیاں)

(رپورٹ: عبدالماجد طاہر۔ ایڈیشنل وکیل التبشیر لندن)

چوتھی قسط

24 / جون 2010ء بروز جمعرات

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے سوا چار بجے مسجد بیت السبوح میں تشریف لا کر نماز فجر پڑھائی۔ نماز کی ادائیگی کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنی رہائشگاہ پر تشریف لے گئے۔

صبح حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے دفتری ڈاک ملاحظہ فرمائی، خطوط اور رپورٹس پر ہدایات دیں اور مختلف دفتری امور کی سرانجام دہی میں مصروفیت رہی۔

مسجد احسان منہائم کا افتتاح

آج پروگرام کے مطابق، جرمنی میں سو مساجد کی تعمیر کے منصوبہ کے تحت Mannheim شہر میں تعمیر ہونے والی 29 ویں مسجد کا افتتاح تھا اور پھر بعد میں وہاں سے جلسہ گاہ Mai Market کے لئے روانگی تھی۔

چار بج کر چالیس منٹ پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنی رہائشگاہ سے باہر تشریف لائے اور اجتماعی دعا کروائی۔ بعد ازاں قافلہ Mannheim کے لئے روانہ ہوا۔ بیت السبوح سے Mannheim کا فاصلہ 87 کلومیٹر ہے۔ پانچ بج کر 55 منٹ پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی ''مسجد احسان'' من ہائم میں تشریف آوری ہوئی۔ لوکل امیر من ہائم مکرم سہیل بٹ صاحب نے حضور انور کو خوش آمدید کہا اور شرف مصافحہ حاصل کیا۔ بچوں اور بچیوں نے گروپس کی صورت میں دعائیہ نظمیں پیش کیں۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے اپنا ہاتھ بلند کر کے سب کو السلام علیکم کہا۔ بعد ازاں حضور انور نے مسجد احسان کے بیرونی حصہ میں نصب تختی کی نقاب کشائی فرمائی اور دعا کروائی۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز مسجد کے اندر تشریف لے گئے اور مسجد کا معائنہ فرمایا اور ظہر و عصر کی نمازیں جمع کر کے پڑھائیں اور ان نمازوں کے ساتھ مسجد کا باقاعدہ افتتاح عمل میں آیا۔

افتتاحی تقریب

نمازوں کی ادائیگی کے بعد مسجد کے افتتاح کے تعلق میں ایک تقریب کا انعقاد ہوا۔ پروگرام کا آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا جو مکرم لئیق احمد صاحب نے پیش کی اور ساتھ اس کا اردو ترجمہ پیش کیا۔ بعد ازاں مکرم اویس اکبر باجوہ صاحب نے جرمن ترجمہ پیش کیا۔

اس کے بعد مکرم عبداللہ واگس ہاؤزر صاحب امیر جماعت جرمنی نے من ہائم شہر اور ''مسجد احسان'' کا تعارف پیش کیا۔

Mannheim شہر جرمنی کے صوبہ Bade کا دوسرا بڑا ایک صنعتی شہر ہے جو تین لاکھ گیارہ ہزار سے زائد مکینوں کو سموئے ہوئے دریائے Rhein اور دریائے Neckar کے دامن میں آباد ہیں۔ یہاں مسلمان آبادی کا تناسب 8 فیصد ہے اور ان میں زیادہ تعداد ترکی قوم کی ہے۔ اس شہر کا ایک خاص امتیاز "Water Tower" ہے جو شہر کے مرکزی حصّہ میں منجانب مشرق تعمیر کیا گیا ہے۔

اس شہر کی ایک اور خصوصیت یہ بھی ہے کہ دنیا کا پہلا بائیسکل (Bicycle) 1817ء اور دنیا کا پہلا Automobile 1886ء میں اسی شہر میں تیار کیا گیا۔

Mannheim میں جماعت احمدیہ کا باقاعدہ قیام 1990ء میں ہوا۔ اور اس شہر میں جلسہ سالانہ جرمنی کا انعقاد 1995ء سے شروع ہوا جس کی وجہ سے شہر کی انتظامیہ اور سرکردہ حکام سے جماعت کے اچھے تعلقات قائم ہوئے۔

جماعت احمدیہ جرمنی نے مئی 2007ء میں یہاں تین لاکھ چالیس ہزار یورو کی لاگت سے 1641 مربع میٹر کے رقبہ پر مشتمل ایک قطعہ زمین خریدا۔ جہاں دسمبر 2008ء میں مسجد کا سنگ بنیاد رکھا گیا۔ یہاں دو منزلہ مسجد کی تعمیر کے علاوہ تیسری منزل پر مشن ہاؤس بھی تعمیر کیا گیا ہے اور ساتھ جماعتی دفاتر بھی ہیں اور رہائشی حصہ بھی ہے۔

مسجد کے لئے مردوں اور خواتین کے دو علیحدہ علیحدہ ہال ہیں۔ 13 میٹر بلند دو مینارے تعمیر کئے گئے ہیں اور مسجد کے گنبد کا قطر پانچ میٹر ہے۔

مسجد اور مشن ہاؤس کی تعمیر پر مجموعی خرچ نو لاکھ یورو آیا ہے اور یہ خرچ یہاں کی مقامی جماعت نے برداشت کیا ہے۔ مسجد کے بیرونی حصہ میں 20 گاڑیوں کو پارک کرنے کی گنجائش بھی موجود ہے۔

اس مسجد کی تعمیر میں احباب جماعت نے وقار عمل کے ذریعہ حصہ لیا ہے۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ازراہ شفقت پندرہ ایسے احباب کو سرٹیفکیٹ عطا فرمائے جنہوں نے اس مسجد کی تعمیر کے مختلف مراحل میں غیر معمولی طور پر خدمت کی توفیق پائی ہے۔ ان احباب کے نام درج ذیل ہیں۔

مکرم عبدالمومن صاحب، مشتاق احمد صاحب، اسد ملہی صاحب، ابراہیم ملہی صاحب، رضوان احمد صاحب، عبدالولی صاحب، انیس احمد صاحب، طاہر بٹ صاحب، رفاقت احمد صاحب، تصور کاہلوں صاحب، ندیم اللہ صاحب، نوید نائیک صاحب، ڈاکٹر شاہد صدیق صاحب، تنویر احمد صاحب، نعمان احمد صاحب۔ ان سبھی خوش نصیب احباب نے اپنے پیارے آقا سے جہاں یہ سرٹیفکیٹ حاصل کئے وہاں مصافحہ کی سعادت بھی حاصل کی۔

خطاب حضور انور ایدہ اللہ

بعد ازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے خطاب فرمایا۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے تشہد، تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:۔

''الحمد للہ کہ آج آپ کو اس شہر میں یہ مسجد بنانے کی توفیق اللہ تعالیٰ نے عطا فرمائی ہے۔ مسجد بنانا تو ایک اہم کام اپنی ذات میں ہے ہی، لیکن مسجد کو آباد کرنا اس سے بڑا اہم کام ہے۔ بڑی بڑی خوبصورت مساجد اور بڑی بڑی وسیع مساجد جس میں ہزاروں لوگ سمائے جا سکتے ہیں۔ دنیا میں بنتی ہیں اور دوسرے مسلمان بناتے ہیں لیکن اس زمانے میں ان مساجد کی وسعت کے باوجود، ان مساجد کی خوبصورتی کے باوجود، ان میں ایک کمی ہے اور وہ ایک بہت بڑی کمی ہے اور وہ کمی یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جس شخص کے آنے کی پیشگوئی فرمائی تھی۔ قرآن کریم میں جس کے آنے کے بارہ میں ذکر تھا کہ آخرین میں وہ مبعوث ہوگا، اس کو یہ لوگ ماننے والے نہیں اور اس پیشگوئی کو پورا کرنے میں اپنا کردار ادا نہیں کر رہے۔ اس لئے یہ کمی ان میں ہے اور باوجود بڑی مساجد کے بہت سارے واقعات ایسے ہو جاتے ہیں، جب آپس میں مساجد کے اندر دو گروہوں میں لڑائیاں ہو جاتی ہیں، شر پیدا ہو جاتے ہیں، فتنے پیدا ہو جاتے ہیں اور یہ صرف اس وجہ سے ہے کہ اس امام کو نہیں مانا جس کے ماننے کا اللہ تعالیٰ کے رسول نے حکم فرمایا تھا اور فرمایا تھا کہ میرا اسلام اسے پہنچاؤ۔

پس یہ بات بھی بہت اہم بات ہے جو ہر احمدی کو اپنے مدنظر رکھنی چاہئے کہ ہماری مساجد میں بھی اگر اس طرح دلوں کی کدورتیں رکھنے والے لوگ آتے رہے۔ آپس میں رنجشیں پیدا کرنے والے لوگ آتے رہے تو پھر ہمارا یہ دعویٰ کہ ہم نے اس زمانے کے امام کو مانا ہے اور آنحضرت ﷺ کی پیشگوئی کو پورا کرتے ہوئے، اس کو سلام پہنچایا ہے غلط ہوگا۔ اس لئے ہر وہ احمدی جو مسجد میں آتا ہے اس بات کو خاص طور پر اپنے ذہن میں رکھے کہ ہماری مساجد کا ایک امتیاز ہے اور وہ امتیاز ان مساجد کا تقدس قائم کرنا ہے۔ وہ

باقی صفحہ 12 پر ملاحظہ فرمائیں